پندرہویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی

حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی دامت بَرَکاتُھُمُ العالیہ

کی حیاتِ مبارکہ کے روشن اَوراق

تذکرۂ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ (قسط 5)

عِلم و حکمت کے 125 مَدَنی پھول

یہ کتاب آیات وروایات، بزرگوں کے ارشادات ودلچسپ حکایات، عربی محاورات سے بھرپور ہے، اس میں علماء وعوام سبھی کیلئے حکمتوں کا انمول خزانہ ہے۔

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

SC 1286

دعوتِ اسلامی

مجلس رابطہ برائے علماء و المشائخ کانونٹی

پندرھویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی

حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

کی حیاتِ مبارکہ کے روشن اَوراق

﴿تذکرۂ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ (قسط 5)﴾

بنام

علم وحکمت کے 125 مَدَنی پھول

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ امیرِ اہلسنت)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نام کتاب: تذکرۂ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ (قسط 5)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ)

سنِ طباعت: ١١ شعبان المعظم ١٤٣١ھ بمطابق 24 جولائی 2010ء

ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

تاریخ: یکم شعبان المعظم ١٤٣١ھ　حوالہ: 169

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحبہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب:

"تذکرۂ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ (قسط 5)"

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

14 جولائی 2010ء

E.mail:ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”علمِ دین کی برکتیں“ کے 14 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”14 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ ٥ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ ﴿5﴾ حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿6﴾ قبلہ رُو مطالَعہ کروں گا ﴿7﴾ قرآنی آیات اور ﴿8﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿9﴾ جہاں جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿10﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم پڑھوں گا۔ ﴿11﴾ شَرعی مسائل سیکھوں گا۔ ﴿12﴾ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علماء سے پوچھ لوں گا ﴿13﴾ اس حدیثِ پاک ”تَھَادَوْا تَحَابُّوْا یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔“ (مؤطا امام مالک، ج۲، ص۴۰۷، حدیث ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسرں کو تحفۃً دوں گا۔ ﴿14﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشِرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حمد و صلٰوۃ کی فضیلت

مصطفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ بابرکت ہے: ''جس کام سے پہلے اللہ عزّوجلّ کی حمد نہ کی گئی اور مجھ پر دُرُود نہ پڑھا گیا اُس میں برکت نہیں ہوتی۔'' (کنز العمال، کتاب الاذکار، ج ۱، ص ۲۷۹، الحدیث ۲۵۰۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تمام مسلمانوں کیلئے مَدَنی خوشبوئیں

پندرہویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۱۴۲۹ھ کے اواخر میں کچھ روز کیلئے جامعۃ المدینہ (فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی) میں ہونے والے **تَخَصُّص فِی الْفِقْہ** (فقہ میں مہارت کا کورس) کے طلبہ کی تربیت کیلئے وَقت لیا گیا چُنانچِہ کئی روز تک طلبہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے، ان کو اِستفتاء اِملا کرواتے، دوسرے دن طلبہ جواب لکھ کر لاتے، ان میں سے بعض اپنی تحریریں **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ کو پڑھاتے اور بعض سب کے سامنے پڑھ کر سناتے، **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ شرعی غلطیوں اور اِنشاپردازی کی خامیوں کی طرف ان کو توجّہ دلاتے، ان نشستوں میں ایک خصوصیّت یہ بھی

تھی کہ تصوُّف کے متعلّق بھی سُوالات وجوابات کی ترکیب بنائی جاتی۔ بعض اساتِذہ، دعوتِ اسلامی کے دارالافتاء اہلسنّت کے کچھ عُلَماء نیز درسِ نظامی کے فارِغُ التَّحصیل تَخَصُّص فِی الفُنون کے طَلَبہ وغیرہ بڑے ذوق وشوق کے ساتھ شرکت فرمایا کرتے۔ اندازِ تربیت خصوصاً اساتذہ کیلئے لائقِ تقلید تھا۔ سبحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کسی پر سختی کرنا تو درکنار ڈانٹ ڈپٹ بھی نہیں کرتے تھے، جواب لکھ کر لانے والوں، پڑھ کر سنانے والوں کی غلطیوں کی اگرچہ اِصلاح فرماتے تاہم خوب حوصلہ افزائی بھی کرتے اور اکثر کوئی کتاب یا قلم وغیرہ تحفۃً عطا فرماتے۔ طلبہ کے اصرار پر آپ نے بعض سُوالات لکھوا کر ان کے جوابات بھی لکھوائے[1]۔ اس دوران امیرِ اہلسنّت دامت بَرَکاتُہُم العالیہ نے بے شمار مَدَنی پھول بیان کیے جنہیں طَلَبہ شوق سے لکھتے رہے۔ ان میں سے منتخب شدہ 125 مُتفرِّق مہکے مہکے مَدَنی پھول حسبِ ضَرورت ترمیم واضافے کے ساتھ پیش کیے جارہے ہیں، اِن میں علمِ دین کے فضائل، عَرَبی مقولے، اور رنگ برنگے علمی شِگُوفے شامل ہیں ان مَدَنی پھولوں کے اندر نیکیوں کے مُتلاشیوں، علم دوستوں بلکہ سارے ہی مسلمانوں کیلئے طرح طرح کی مَدَنی خوشبوئیں ہیں۔ ان مَدَنی پھولوں میں جہاں فتویٰ لکھنے کا طریقہ فقہی جزئیات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے وہیں تصوف کا درس بھی نمایاں ہے۔ مہلکات کا علم سیکھنے کی اہمیت

[1]: اس طرح کے سوالات وجوابات صفحہ 92 پر ملاحظہ کیجئے۔

اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ کئی مہلکات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔آیاتِ قرانی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کے شہرۂ آفاق ترجمۂ قران ''کنزالایمان'' سے لکھنے کی ترغیب، سائل کو نیکی کی دعوت پیش کرنے میں فتاوی رضویہ کا اسلوب اپنانے کا مشورہ، اکابرین علیھم رحمۃ اللہ المبین کے دامن سے لپٹے رہنے کی تاکید، اسلامی بھائیوں کو دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرنے کی ترغیب اور مَدَنی ماحول سے حقیقی معنوں میں وابستگی کے بیان نے اس رسالے میں مَدَنی کشش پیدا کردی ہے۔ مَدَنی پھول نمبر 123 اور 124 میں لکھی گئی مدنی التجاء نے آپس کی ناچاقیوں کا علاج تجویز کردیا ہے۔اگر ہم ان مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجانے میں کامیاب ہو جائیں تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا پورا وُجود معطر ہو جائے گا اور یہ معاشرہ علم وعمل کی ان خوشبوؤں سے مہک اٹھے گا۔

''**تذکرۂ امیرِ اہلسنّت**'' کی اب تک 4 قسطیں شائع ہوچکی ہیں، پانچویں قسط ''**علم وحکمت کے 125 مَدَنی پھول**'' کے نام سے پیش کی جارہی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش'' کیلئے مَدَنی انعامات کے مطابق عمل اور مَدَنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم

شعبہ امیرِ اہلسنّت (دامت برکاتُھم العالیہ) مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیۃ (دعوتِ اسلامی)

١١ شعبان المعظم ١٤٣١ھ بمطابق 24 جولائی 2010ء

سرکارِ مدینہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی مِیراث

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے اور بازار کے لوگوں سے کہا: تم لوگ یہاں پر ہو! اور مسجد میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی میراث تقسیم ہورہی ہے۔ یہ سُن کر لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف گئے اور واپس آ کر حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ ہم نے میراث تقسیم ہوتے تو دیکھا نہیں، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ پھر تم لوگوں نے کیا دیکھا؟ اُن لوگوں نے بیان کیا کہ ہم نے ایک گروہ دیکھا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکراور تِلاوتِ کلامِ پاک میں مَصروف ہے اور علمِ دین کی تعلیم میں مصروف ہے، حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی یہی تو میراث ہے۔'' (مَجْمَعُ الزَّوائِد ج۱ ص۳۳۱ حدیث۵۰۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب!　　صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

''بسم اللہ'' کے سات حُرُوف کی نسبت سے علمِ دین کی فضیلت پر مشتمل 7 فرامینِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم

(1) عظیم نعمت

اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔ (صَحیح بُخاری ج ۱ ص ۴۳ حدیث ۷۱)

(2) گناھوں کی معافی

جو بندہ علم کی جُستجو میں جُوتے، موزے یا کپڑے پہنتا ہے تو اپنے گھر کی چوکھٹ سے نکلتے ہی اُس کے گناہ مُعاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(طبرانی اوسط، باب المیم، الحدیث ۵۷۲۲، ج ٤ ص ۲۰٤)

(3) لَوٹنے تک راہِ خدا میں

جو علم کی تلاش میں نکلتا ہے وہ واپس لوٹنے تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب العلم، الحدیث ۲٦٥٦، ج ٤، ص ۲۹٤)

(4) راہِ علم میں انتقال کرنے والا شہید ھے

علم کا ایک باب جسے آدمی سیکھتا ہے میرے نزدیک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور جب کسی طالب العلم کو علم حاصل کرتے ہوئے موت آجائے تو وہ شہید ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب العلم، رقم ١٦، ج ١، ص ٥٤)

(5) اچھی نیّت سے سیکھنا سکھانا

جو میری اس مسجد میں صرف بھلائی کی بات سیکھنے یا سکھانے کیلئے آیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور جو کسی اور نیّت سے آیا تو وہ غیر کے مال پر نظر رکھنے والے کی طرح ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب العلم، باب فضل العلماء، الحدیث ۲۲۷، ج ١، ص ١٤٩)

(6) اچھی طرح یاد کر کے سکھانے کی فضیلت

جو کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض سے متعلق ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمات سیکھے اور اسے اچھی طرح یاد کرلے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ جنّت میں ضرور داخل ہوگا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے یہ بات سننے کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب العلم، الترغیب فی العلم الخ، رقم ۲۰، ج۱، ص ٥٤)

(7) ہزار رکعتوں سے بہتر عمل

تمہارا کسی کو کتابُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک آیت سکھانے کے لئے جانا تمہارے لئے سو رکعتیں ادا کرنے سے بہتر ہے اور تمہارا کسی کو علم کا ایک باب سکھانے کے لئے جانا خواہ اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے تمہارے لئے ہزار رکعتیں ادا کرنے سے بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجه، کتاب السنة، الحدیث ۲۱۹، ج ۱، ص ۱٤۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا دانشمندانہ فیصلہ

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''جب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وصالِ (ظاہری) ہوا تو اس وقت میں کم سِن تھا۔ میں نے اپنے ایک ہم عمر انصاری سے کہا: ''چلو اصحابِ رسول اللہ رضی

اللہ تعالٰی عنہم سے علم حاصل کرلیں، کیونکہ ابھی وہ بہت ہیں۔'' وہ انصاری کہنے لگے: ''ابنِ عباس! اتنے صحابیوں کی موجودگی میں لوگوں کو بھلا تمہاری کیا ضرورت پڑے گی؟'' چُنانچِہ میں اکیلا ہی علم حاصل کرنے میں لگ گیا۔ بارہا ایسا ہوا کہ مجھے پتا چلتا کہ فلاں صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس فلاں حدیث ہے میں اُن کے گھر دوڑا جاتا۔ اگر وہ قیلولے میں (یعنی آرام کررہے) ہوتے تو میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر ان کے دروازے پر پڑا رہتا، گرم ہوا میرے چہرے کو جھلساتی رہتی۔ جب وہ صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہم باہر آتے اور مجھے اس حال میں پاتے تو متاثر ہو کر کہتے: ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے چچا کے بیٹے! آپ کیا چاہتے ہیں؟'' میں کہتا: ''سنا ہے آپ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں، اسی کی طلب میں حاضر ہوا ہوں۔'' وہ کہتے: ''آپ نے کسی کو بھیج کر مجھے بُلوا لیا ہوتا۔'' میں جواب دیتا: ''نہیں، اس کام کے لیے خود مجھے ہی آنا چاہیے تھا۔'' اس کے بعد یہ ہوا کہ جب اصحابِ رسول رضی اللہ تعالٰی عنہم دنیا سے رخصت ہوگئے تو وہی اَنصاری جب دیکھتے کہ لوگوں کو میری کیسی ضرورت ہے تو حسرت سے کہتے: ''ابنِ عباس! تم مجھ سے زیادہ عقل مند تھے۔'' (سُنَنُ الدّارمی ج١ ص١٥٠ حدیث ٥٧٠)

اللہ عزوجل کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شوقِ فاروقی

حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی بنوامیہ بن زید (کے محلے) میں رہتے تھے جو مدینۂ پاک کی بلندی پر تھا، ہم باری باری سرکارِ والاتبار، شفیعِ روزِ شمار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے ایک دن وہ مدینۂ منوّرہ جاتے اور واپس آکر اس دن کی وحی کا حال مجھ کو بتا دیتے اور ایک دن میں جاتا اور آکر اس دن کی وحی کی خبر کا حال ان کو بتلاتا۔ (صحیح بُخاری ج ۱ ص ۵۰ حدیث ۸۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بڑھاپے میں علم حاصل کرنے کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا قَبِیصہ بن مُخارِق رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی بارگاہِ انور میں حاضر ہوا تو آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا: ''اے قبیصہ! کیسے آئے؟'' میں نے عرض کی: ''میری عمر زیادہ ہوگئی اور ہڈیاں نرم پڑ گئیں ہیں، میں آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جو

میرے لئے مفید ہو۔" تو آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "اے قبیصہ! تم جس پتھر یا درخت کے قریب سے بھی گزرے اس نے تمہارے لئے اِستِغفار کیا۔"

(مسند امام احمد، الحدیث ۲۰۶۲۵، ج ۷، ص ۳۵۲)

علم کی جستجو بھی جہاد ہی ہے

حضرتِ سیّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: "علم کا ایک مسئلہ سیکھنا میرے نزدیک پوری رات قیام کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔" مزید فرماتے ہیں: "جو یہ کہے کہ علم کی جستجو میں رہنا جہاد نہیں اس کی رائے اور عقل ناقص ہے۔"

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح، ص ۲۲)

زندگی کے آخری لمحات میں بھی علم حاصل کیا

سرکارِ دو عالَم، نُورِ مجسّم صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے محوِ گفتگو تھے کہ آپ پر وحی آئی کہ اِس صحابی کی زندگی کی ایک ساعت[1]

مدینہ

[1]: حضرتِ علامہ بدرالدین عینی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "ساعت وقت کے ایک مخصوص حصے کا نام ہے البتہ اور معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں (1) ڈبل بارہ گھنٹوں میں سے کوئی ایک گھنٹہ (2) مجازاً وقت کا غیر معین حصہ (3) موجودہ وقت۔" (شرح سنن ابی داؤد، ج ٤، ص ۳٦۳) حضرتِ علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں "فقہا کے عرف میں ساعت سے مراد وقت کا ایک حصہ ہوتا ہے نہ کہ ڈبل بارہ گھنٹوں میں سے کوئی ایک گھنٹہ۔" (الدر المختار مع ردالمحتار، ج ۳، ص ٤۹۹)

باقی رہ گئی ہے۔ یہ وقت عَصر کا تھا۔ رحمتِ عالم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے جب یہ بات اس صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بتائی تو اُنہوں نے مُضطَرِب ہوکر اِلتِجاء کی: ''یارسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو اِس وقت میرے لئے سب سے بہتر ہو۔'' تو آپ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: '' عِلمِ دین سیکھنے میں مشغول ہوجاؤ۔'' چنانچہ وہ صحابی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ علم سیکھنے میں مشغول ہوگئے اور مغرب سے پہلے ہی ان کا اِنتِقال ہوگیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر عِلم سے اَفضل کوئی شے ہوتی تو رسولِ مقبول صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم اُسی کا حُکم اِرشاد فرماتے۔ (تفسیر کبیر، ج۱، ص۴۱۰)

اللّٰہ عزّوجلّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سمجھدار ماں

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنس اور حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہما جیسی جلیل القدر ہستیوں کے اُستاذِ محترم حضرت سیِّدُنا ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الحنّان ابھی اپنی والدہ کے شِکمِ مبارک میں ہی تھے کہ ان کے والد

حضرت سیّدنا ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنواُمیہ کے دورِ خدمت میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے جہاد کی غرض سے خُراسان چلے گئے۔ چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زوجہ کے پاس تیس (30) ہزار دینار چھوڑ کر گئے۔ 27 سال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ گھر پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور نیزے سے دروازہ اندر دھکیلا تو حضرتِ سیّدنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً باہر نکلے۔ جیسے ہی انہوں نے ایک مسلّح شخص کو دیکھا تو بڑے غضب ناک انداز میں بولے: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا تو میرے گھر پر حملہ کرنا چاہتا ہے؟" حضرتِ سیّدنا فرّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "نہیں! مگر تم یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے گھر میں داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی۔" پھر دونوں میں تلخ کلامی ہونے لگی۔ قریب تھا کہ دونوں دست وگریبان ہو جاتے لیکن ہمسائے بیچ میں آگئے اور لڑائی نہ ہوئی۔ جب حضرت سیّدنا مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے بزرگ حضرات کو خبر ہوئی تو وہ فوراً چلے آئے۔ لوگ انہیں دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ حضرت سیّدنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے کہا: "خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت تک تمہیں نہ چھوڑوں گا جب تک تمہیں سلطان

(یعنی بادشاہِ اسلام) کے پاس نہ لے جاؤں۔'' حضرتِ سیِّدُنا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی تجھے سلطان کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا، ایک تو تم میرے گھر میں بلا اجازت داخل ہوئے اور پھر مجھی سے جھگڑ رہے ہو۔'' حضرت سیِّدُنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نہایت نرمی سے سمجھانے لگے کہ بڑے میاں! اگر آپ کو ٹھہرنا ہی مقصود ہے تو کسی اور مکان میں ٹھہر جایئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا نام فَرُّوخ ہے اور یہ میرا ہی گھر ہے۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ جو دروازے کے پیچھے ساری گفتگو سن رہی تھیں، فرمانے لگیں: ''یہ میرے شوہر ہیں اور ربیعہ اِنہیں کے بیٹے ہیں۔'' یہ سن کر دونوں باپ بیٹے گلے ملے اور ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشی خوشی گھر میں داخل ہوئے۔ جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو کچھ دیر بعد اُن کو وہ تیس ہزار اشرفیاں یاد آئیں جو جہاد کے لئے روانگی کے وقت بیوی کو سونپ گئے تھے۔ چنانچہ بیوی سے پوچھا کہ میری امانت کہاں ہے؟ سمجھدار بیوی نے عرض کی: ''میں نے انہیں سنبھال چھوڑا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دوران مسجد نبوی شریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پہنچ کر

اپنے حلقۂ درس میں بیٹھ چکے تھے اور تلامذہ کا ایک ہجوم جس میں امام مالک اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جیسے لوگ شامل تھے شیخ کو گھیرے ہوئے تھا۔ حضرتِ سیّدُنا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھنے کے لیے مسجدِ نبوی شریف میں گئے تو یہ منظر دیکھا کہ ایک حلقہ لگا ہوا ہے اور لوگ بڑے ادب وتوجہ سے علمِ دین سیکھ رہے ہیں اور ایک خوبرو نوجوان انہیں درس دے رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریب گئے تو لوگوں نے آپ کے لئے جگہ کشادہ کی۔ حضرتِ سیّدُنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس لیے آپ کے والدِ محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں پہچان نہیں سکے، اور حاضرین سے پوچھا: ''علم کے موتی لٹانے والے یہ ''شیخ الحدیث'' کون ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن ہیں۔'' یہ سن کر فرطِ مسرّت میں ان کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ '' لَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ اِبْنِی یقیناً اللہ ربُّ العزّت نے میرے بیٹے کو بڑا عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے!'' پھر خوشی خوشی زوجہ کے پاس آئے اور فرمایا: ''میں نے تمہارے لختِ جگر کو آج ایسے عظیم مرتبے پر فائز دیکھا کہ اس سے پہلے میں نے کسی علم والے کو ایسے مرتبے پر نہیں دیکھا'' زوجۂ محترمہ نے پوچھا: ''آپ کو اپنے تیس ہزار دینار چاہئیں یا اپنے بیٹے کی یہ عظمت ورفعت۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے اپنے نورِ نظر کی شان درہم

دو دینار سے زیادہ پسند ہے۔" وہ کہنے لگیں: "میں نے وہ سارا مال آپ کے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خرچ کر دیا ہے۔" یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندہ دلی سے فرمایا: "خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے اس مال کو ضائع نہیں کیا ہے۔" (تاریخ بغداد ج۸ ص ۴۲۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حضرتِ سیِّدتنا اُمِّ ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے علمی ذوق سے وہ اسلامی بہنیں سبق سیکھیں جو اپنے بچوں کی دُنیاوی تعلیم پر تو خوب خرچ کرتی ہیں، ان کی عدمِ دلچسپی پر اپنا دِل جلاتی ہیں مگر دینی تعلیم و تربیت کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتیں، پھر جب پینٹ کوٹ میں کسا کسایا بیٹا یا فیشن زدہ بیٹی ماں سے زبان درازی کرتی ہے تو سر پر ہاتھ رکھ کر روتی ہیں کہ میری ہی اولاد میرے قابو میں نہیں، ایسی مائیں ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ ان کو اس حال تک پہنچانے میں ان کا اپنا کردار کتنا ہے؟ اگر اولاد کی سنّت کے مطابق تربیت کی ہوتی تو شاید آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ علم و حکمت کے 125 مَدَنی پھول

باوُضور ہیے

﴿1﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: ہمیشہ باوضو رہنا مستحب ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱ ص ۷۰۲) میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ بھی اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ باوضو رہنے کی عادت بنا لیجئے۔

استِفتاء لکھنے کا اُسلُوب

﴿2﴾ سُوال سے پہلے سرخی (HEADING) لگایئے، سرخی جس قدر مختصر اور جلی حُروف میں ہوگی اُسی قدر حُسن پیدا ہوگا۔ مثلاً: **وضو میں مسواک کا مسئلہ**

﴿3﴾ سُوال لکھنے کی ابتداء اس طرح کیجئے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین (کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ المُبِین) اس مسئلے میں کہ......: (یہاں سائل کا سوال نقل کر دیجئے۔)

﴿4﴾ سُوال کی عبارت کے اختِتام پر ضَرورتاً سُوالیہ نشان (؟) لگایئے۔

سائل پر شفقت کیجئے

﴿5﴾ جب کوئی سائل آپ کے پاس اپنا سوال لائے تو اس کی بات کو غور سے سنئے۔ اگر وہ اپنی بات صحیح طریقے سے بیان نہ کر پائے تو اُسے شرمندہ کرنے اور سخت وسُست کہنے کے بجائے صبر کر کے ثواب کمایئے اور سراپا شفقت بن کر اس کی مُراد کو سمجھنے کی کوشش

کیجئے۔ فی زمانہ حالات ناگفتہ بہ ہیں، عوام میں دینی مسائل سیکھنے کا رُجحان پہلے ہی کم ہے اگر آپ ڈانٹ پلا کر، طنز کے تیر برسا کر اس کا دِل چھلنی کریں گے تو قوی اِمکان ہے کہ شیطان اُسے آپ سے ایسا بدظن کر دے کہ پھر وہ کبھی آپ کے پاس آنے کی ہمت ہی نہ کر سکے اور حسبِ سابق جہالت کے سمندر میں غوطہ زن رہے۔ اس لئے نرمی، نرمی اور صرف نرمی ہی سے کام لیجئے، ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے کبھی بھی کسی مسلمان کا دل نہ دُکھایا، نہ کسی پر طنز کیا، نہ کسی کا مذاق اڑایا، نہ کسی کو دُھتکارا، نہ کبھی کسی کی بے عزّتی کی، بس ہر ایک کو سینے سے لگایا، بلکہ

لگاتے ہیں اُس کو بھی سینے سے آقا

جو ہوتا نہیں منہ لگانے کے قابل

"12 دار الافتاء" قائم کرنے کا ھدف

بہت عرصہ قبل کسی دینی مدرسے سے وابستہ اسلامی بھائی نے مجھے بتایا کہ "ہمارے یہاں جب کوئی کم پڑھا لکھا سائل مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آتا ہے تو بسا اوقات اندازِ بیان یا طرزِ تحریر پر اُسے خوب جھاڑ پلائی جاتی ہے، مثلاً کہا جاتا ہے: کہاں پڑھے ہو! آپ کو اُردو میں سوال لکھنے کا بھی ڈھنگ نہیں معلوم! وغیرہ، اس طرح لوگ بدظن ہو کر چلے جاتے ہیں، اُن کی پرواہ نہیں کی جاتی، کبھی میں دیکھ لیتا ہوں تو ایسوں کو سنبھالنے کی سعی کرتا ہوں۔" یہ باتیں سن کر میرے (یعنی سگِ مدینہ کے) دل پر چوٹ لگی اور میرے منہ سے نکلا "اِنْ شَآءَ اللہ عزّوجلّ ہم 12 دارالافتاء کھولیں گے

اب جبکہ دعوتِ اسلامی کا ننھا سا پودا قد آور سایہ دار درخت بن چکا ہے، اس کے مَدَنی کاموں کے لئے جہاں دیگر مجالس بنائی گئیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہیں مجلسِ افتاء بھی وجود میں آچکی ہے اور تادمِ تحریر "دعوتِ اسلامی" باب المدینہ کراچی سمیت پاکستان کے مختلف شہروں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ 9 دارالافتاء کھول چکی ہے۔ مزید پیش رفت جاری ہے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہو

فتویٰ لکھنے کا محتاط طریقہ

﴿6﴾ آج کل کمپیوٹر کا دور ہے اور اس میں کافی سہولتیں بھی ہیں۔ کمپوز شدہ فتویٰ جاری کرنے یا میل کرنے میں اِلحاق کے ذَرِیعے خیانت کا سخت اندیشہ رہتا ہے۔ مَثَلاً آپ نے کمپوز کیا: "طلاق ہوگئی" مگر سائل نے اپنا گھر بچانے کیلئے کمپیوٹر کے ذَرِیعے کردیا: "طلاق نہ ہوئی" پھر اِس طرح جو مسائل کھڑے ہوسکتے ہیں وہ ہر ذِی شُعُور سمجھ سکتا ہے۔ فتویٰ لکھنے کا ایک محتاط طریقہ تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کاغذ کا ٹکڑا صِرف حسبِ ضرورت ہو، اِس پر قلم سے بالکل قریب قریب الفاظ لکھے اور وہ بھی اِس طرح کہ کاغذ کے چاروں طرف بالکل حاشیہ نہ چھوڑے، نہ ہی کوئی سطر خالی چھوڑے پھر مہر یا دستخط کی اس طرح ترکیب کرے کہ مزید اضافے کی گنجائش نہ رہے۔ فتوے کی ایک نقل یا فوٹو کاپی اپنے پاس محفوظ رکھے تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکے۔ کمپوز شدہ

فتویٰ جاری کرنے میں شرعاً حرج نہیں، گناہ خائن کے سر پر ہوگا۔ تاہم جن میں دشمن کی طرف سے اِلحاقات کر کے دین کو نقصانات پہنچا جانے کے خطرات ہوں ایسے نازک فتاوی قلم سے لکھ لینے چاہئیں کہ اِس سے اگرچہ اندیشے ختم نہیں ہوں گے مگر کم ضرور ہو جائیں گے۔

﴿7﴾ واٹر پروف قلم مَثَلاً بال پوائنٹ سے لکھنے کی عادت بنایئے ورنہ تحریر پر پانی گر جانے کی صورت میں آپ کو بہُت بہُت صدمہ ہوگا۔ حاصلِ مطالعہ یا کسی بھی اہم مضمون کو لکھتے وقت بھی یہ احتیاط کام دے گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

پہلے سوال سمجھئے پھر جواب لکھئے

﴿8﴾ سوال کو اوّل تا آخر سمجھ کر پڑھئے کہ سائل کیا پوچھنا چاہتا ہے، سرسری طور پر یا اَدھورا سوال پڑھ کر جواب لکھنے کا آغاز کر دینا ضیاعِ وقت کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ سوال میں کچھ پوچھا گیا ہو، آپ کا جواب کچھ اور ہو!

﴿9﴾ اگر سوال میں کوئی بات وضاحت طلب ہو یا کسی طرح کا اِبہام ہو تو حسبِ ضرورت سائل سے پوچھ لیجئے۔

﴿10﴾ بسا اوقات سوال بہت طویل ہوتا ہے اور لمبے چوڑے سوال میں کہاں فقہی حکم پوچھا گیا ہے یہ سمجھنا اصل کمال ہے۔ لھٰذا سوال پڑھ کر سب سے پہلے آپ یہ تعیُّن کر لیجئے کہ آپ نے کس حصے کا جواب لکھنا ہے، پھر اس حصے کا جواب لکھئے۔

﴿11﴾ سوال آسان لگے یا مشکل! یکساں توجہ سے جواب لکھئے۔ کسی سوال کو

آسان سمجھ کر غور و خوض کئے بغیر جلد بازی میں لکھنے سے غلطی کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

﴿12﴾ بعض سوالات بدیہی (یعنی بہت واضح اور آسان) ہوتے ہیں، ان کا جواب آپ کو پہلے سے آتا ہوگا لیکن بہت سارے سوالات ایسے بھی ہوں گے جن کا جواب آپ کو تلاش کرنا پڑے گا۔ ایسے میں خالی الذہن ہو کر (یعنی ''ہاں'' یا ''ناں'' کا تصوّر ذہن میں جمائے بغیر) جواب تلاش کیجئے۔ اگر آپ نے ابتدا ہی سے ایک حتمی موقف ذہن میں بٹھا لیا پھر جواب تلاش کیا تو ہوسکتا ہے کہ جن عبارات سے قوی استدلال ہوسکتا تھا وہ آپ کے سامنے سے گزر جائیں مگر آپ توجہ نہ کر پائیں کیونکہ آپ تو پہلے ہی ذہن بنا چکے تھے کہ مجھے اس سوال کا جواب ''نہ'' میں دینا ہے پھر آپ کی ساری توجہ نفی کی طرف رہے گی، اثبات کے دلائل آپ کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے۔ یہ بات یاد رکھئے کہ کسی بھی علمی تحقیق پر کام کی ابتدا اندھیرے سے ہوتی ہے اور اختتام اجالے اور روشنی میں ہوتا ہے، لہٰذا خالی الذہن ہو کر تحقیق شروع کی جائے اور دلائل جس موقف کی تائید کریں اسے لکھ کر اساتذہ کی بارگاہ میں پیش کر دیجئے۔ اس کا فیصلہ وہ کریں گے کہ آپ کا جواب درست ہے یا غلط۔

﴿13﴾ اگر سائل نے ایک سے زیادہ سوالات پوچھے ہوں تو جس ترتیب سے سوالات ہوں، اسی ترتیب سے جوابات لکھئے اور سائل کو تشویش میں مبتلا ہونے سے بچائیے۔ بہتر یہ ہے کہ سوال اور جواب دونوں پر نمبر ڈال دیجئے تاکہ ہر سوال اور ہر جواب ممتاز ہو جائے۔

جواب کی ابتِدا کا طریقہ

﴿14﴾ جواب کی ابتداء میں ذیل کے مطابق حمد وصلوٰۃ اور تعوذ وتسمیہ وغیرہ لکھئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلْجَوابُ بِعَونِ الْمَلِکِ الْوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّواب

﴿15﴾ ''رَبِّ العٰلمین'' لکھنے کا قرانی انداز دیکھ لیجئے کہ اِس میں ''عا'' نہیں، عین پر کھڑا زبر ہے۔ آپ بھی اِسی طرح لکھئے۔ نیز قرانِ پاک میں ''اِنْشَـآءَ اللّٰـہ'' یوں نہیں لکھا، بلکہ یہ انداز ہے: ''اِنْ شَآءَ اللّٰہ''

﴿16﴾ حتَّی الْاِمکان پوچھے گئے سُوال کا پہلے مختصراً جامع مانع جواب دے دیجئے اس کے بعد ضَرورتاً آیات، احادیث، فِقہی جُزئیات کی روشنی میں اپنے مَوْقِف (یعنی نکتۂ نظر) کی وضاحت فرمائیے۔

﴿17﴾ جواب میں حسبِ موقع حکایت بھی ڈالی جاسکتی ہے مثلاً کسی نوعمر بالغ شخص سے متعلق سُوال ہوا کہ ابھی اس کی داڑھی پوری طرح نہیں نکلی، ٹھوڑی کے عَلاوہ کہیں کہیں بال ہیں، کیا یہ پورے چہرے پر بال آنے سے قبل داڑھی کے بال مونڈ سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں داڑھی کے وجوب کا حکمِ شرعی لکھئے اور پوچھی گئی صورت میں بھی داڑھی رکھنے کا حکم دیتے ہوئے اور مونڈنے کو حرام قرار دیتے ہوئے بہتر ہے مشہور محدث اور تابعی حضرتِ سیِّدُنا ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالی عنہ کی حکایت بھی بیان کر دیجئے کہ

قدرتی طور پر ان کی داڑھی کے صرف چند بال تھے پھر بھی آپ نے انہیں اپنے چہرے پر سجا رکھا تھا، اس سے سائل کو بہت ڈھارس ملے گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

《18》قرانِ پاک کی تفسیر بالرّائے[1] حرام ہے (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۷۳) فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے بِغیر علم قران کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنَّم بنائے۔ (ترمذی ج ۴ ص ۴۳۹ حدیث ۲۹۵۹)

《19》اپنی اٹکل سے قرانی آیات و احادیثِ مبارکہ سے اِستِدلال مت کیجئے، جو کچھ مفسّرینِ کرام و محدّثینِ عِظام رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام نے فرمایا وُہی نقل کر دیجئے۔ اِلّا یہ کہ خود ایسے عالم بن چکے ہوں۔

《20》اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف کوئی بات منسوب کرتے وَقت 112 بار سوچ لینا چاہیے۔ پارہ 24 کی اس ابتدائی آیت پر غور فرمالیجئے:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ (پارہ ۲۴، الزمر: ۳۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

[1] تفسیر بالرّائے کرنے والا وہ کہلاتا ہے جس نے قران کی تفسیر عقل اور قیاس (اندازہ) سے کی جس کی نقلی (یعنی شرعی) دلیل و سند نہ ہو۔ مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: قرانِ پاک کی بعض چیزیں نقل پر موقوف ہیں جیسے شانِ نزول، ناسخ منسوخ، تجوید کے قواعد انہیں اپنی رائے سے بیان کرنا حرام ہے اور بعض چیزیں شرعی عقل (یعنی قیاس) سے بھی معلوم ہو سکتی ہیں جیسے آیات کے علمی نکات اچھی اور صحیح تاویلیں، پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات وغیرہ ان میں نقل لازم نہیں غرض کہ قران کی تفسیر بالرائے حرام ہے اور تاویل بالرائے علمائے دین کے لیے باعثِ ثواب۔ (مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۰۸)

اٹکل پچّو سے جواب مت دیجئے

﴾21﴿ کسی مسئلے کا اٹکل پچّو سے جواب مت دیجئے جو کچھ اکابر عُلَماء نے لکھا ہے وُہی نقل کر دیجئے۔ حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل کرتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے تھے: عالم وہ ہے جسے سُوال کے وَقت اس بات کا ڈر ہو کہ بروزِ قیامت پوچھا جائے گا کہ تم نے کہاں سے جواب دیا؟ (احیاء علوم الدین، ج ۱، ص ۱۰۰، دار صادر بیروت) لہٰذا خوب غور و فکر کر کے جواب دیجئے، ثواب کی نیّت کے ساتھ اُمُورِ دِینیہ کے اندر غور و تفکُّر میں گزرا ہوا وَقت ضائع نہیں جاتا، خوب خوب ثواب کا خزانہ ہاتھ آتا ہے چُنانچہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ رحمت نِشان ہے: (آخرت کے معاملے میں) گھڑی بھر کے لیے غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (اَلْجامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطی، ص ۳۶۵ حدیث ۵۸۹۷) منقول ہے: تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ یعنی گھڑی بھر کا تفکُّر جنّ و اِنس کی عبادت سے بہتر ہے۔ (روح البیان، سورۃ ق، تحت آیت ۳۷، ج ۹، ص ۱۳۷)

واضِح اور مُعَیَّن جواب دیجئے

﴿22﴾ آپ کا جواب حتی المقدور ایسا واضح اور معین ہونا چاہئے کہ سائل کو اس کا مطلب نہ پوچھنا پڑے۔ اپنی طرف سے بلاضرورت شقیں بنا کر جواب نہ دیجئے کہ یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے، یہ صورت ہے تو یہ! سائل پریشان ہوسکتا ہے یا پھر اس کا غلط استعمال بھی کرسکتا ہے۔

﴿23﴾ اسی طرح مجمل جواب نہ دیجئے مثلاً یہ کہ شرائط حج مکمل ہونے کی صورت میں آپ پر حج فرض ہو چکا ہے، بلکہ ساتھ ہی شرائطِ حج کی مختصر وضاحت بھی لکھ دیجئے۔

کس وقت جواب نہ لکھے!

﴿24﴾ شدید بھوک یا پیاس، استنجاء کی حاجت، غصے یا گھبراہٹ کے عالم میں جواب نہ لکھے۔

بزرگوں کے الفاظ بابرکت ہوتے ہیں

﴿25﴾ بُزرگوں کے بولے یا لکھے ہوئے الفاظ بِعَیْنِہٖ نَقْل کرنے میں بَرَکت ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بہارِ شریعت حصہ 6 میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کا لکھا ہوا حج کے احکام پر مشتمل رسالہ ''انوارُ البشارہ'' پورا شامل کرلیا ہے اور عقیدت تو دیکھئے کہ کہیں بھی الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی تا کہ ایک ولیُّ اللّٰہ اور عاشقِ رسول کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کی بَرَکتیں بھی حاصِل ہوں چُنانچہ لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت

قبلہ قدس سرہ العزیز کا رسالہ ''اَنوارُ البشارہ'' پورا اس میں شامل کر دیا ہے یعنی مُتَفرَّق طور پر مَضامین بلکہ عبارَتیں داخلِ رسالہ ہیں کہ اَوَّلاً: تبرُّک مقصود ہے۔ دُوُم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہٰذا عبارت بھی نہ بدلی۔ [1]

(بھارِ شریعت ج ۱ ص ۱۲۳۲ مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

ہم قافیہ الفاظ سے تحریر میں حُسن پیدا ہوتا ہے

﴾26﴿ شاہِ خیرالانام صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کے مبارَک نام کے ساتھ جہاں اَلقابات لکھنے ہوں کوشش کر کے ہم قافِیہ الفاظ تحریر کیجئے کہ اس سے مضمون میں حُسن پیدا ہوتا ہے مَثَلاً لکھئے: سلطانِ دو جہان، سرورِ ذیشان، رحمتِ عالمیان، شفیعِ مجرمان، محبوبِ رحمٰن صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:

مدینہ

[1]: عملیات کی کُتُب سے بھی اِس کا اندازہ ہوتا ہے مَثَلاً کتابوں میں بعض عجیب و غریب لکیروں والے تعویذ بنے ہوتے ہیں، ہوا یوں ہوگا کہ بعض اھلُ اللہ نے مریضوں کیلئے کاغذ پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچ دی ہوں گی اور بِاِذنِ اللہ بیمار صحیح ہو گیا ہوگا جس کے سبب اب وُہی مُتَبرّک (مُ۔تَ۔بَ۔رْ۔رَک) لکیریں ''تعویذ'' کا کام دے رہی ہیں۔ بعض بزرگوں نے اردو فارسی یا کسی بھی زَبان میں کچھ بول کر مریض پر دم کر دیا ہوگا تو اب انہیں بابَرَکت الفاظ کو بول کر دم کرنے سے شِفائیں ملنے لگی ہیں۔ مَثَلاً درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر بزرگوں کے ارشاد فرمودہ یہ الفاظ: ''دادا صاحِب کی گھوڑی وُہی اندھیری رات فُلاں کا درد فُلاں جگہ کا جائے یہی لگی مری آس'' تین بار بول کر دم کر دیا جائے تو سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ کا بارہا کا تجربہ ہے کہ درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

﴿27﴾ بُزُرگوں کے ناموں کے ساتھ دعائیہ کلمہ لکھنے میں یاد آنے پر ہم قافیہ الفاظ استعمال فرمائیے کہ اس سے تحریر میں کشش پیدا ہوتی ہے مَثَلاً حضرتِ سیِّدُنا علامہ شامی کے ساتھ "قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی" اور سَیِّدُنا شیخ عبدالحق مُحَدِّث دِہلوی کے ساتھ "علیہ رحمۃُاللّٰہِ القَوِی۔"

﴿28﴾ صَحابہ اور بزرگوں علیہم الرضوان کے مبارک ناموں کے ساتھ بہ نیّتِ تعظیم، "حضرت" اور "سَیِّدُنا" وغیرہ الفاظ کا اِلتِزام فرمائیے۔

﴿29﴾ نیکی کی دعوت کا ثواب لوٹنے کی نیّت سے فتاوٰی رضویہ شریف کے اُسلُوب کے مطابق ترغیب و ترہیب کے مَدَنی پھول شامل کرنے کا سلسلہ رکھئے اور اس ضِمن میں حتَّی الامکان ہر فتوے کے اندر موقع کی مناسَبت سے کم از کم ایک آیت، ایک (یا تین) روایت بلکہ ہو سکے تو حکایت بھی درج فرمائیے۔

﴿30﴾ احادیثِ مبارکہ پیش کرنے میں کُتُبِ احادیث کا، فِقہی جُزئیات (جُز۔ءِی۔یات) ہوں تو فتاوٰی وفِقہ کی کتابوں کا اور تصوُّف کے مَدَنی پھولوں میں تصوُّف کی کتب کا حوالہ لکھئے۔ نصیحت آموز حکایات کتبِ مَواعِظ میں سے بھی لی جا سکتی ہیں۔ کوئی حوالہ اصل کتاب سے دیکھے بغیر نہ لکھئے مثلاً بخاری شریف کی کوئی حدیث، تصوف کی کسی کتاب میں لکھی ہے تو تصوف کی کتاب کا حوالہ دینے کے بجائے اصل بخاری شریف ہی کا حوالہ دیجئے۔

﴿31﴾ فِقہی "جُزئیہ" (جُز۔ئِی۔یَہ) مکمَّل کرنے کے بعد مزید اپنی طرف سے

کچھ لکھنا ہو تو پہلے حوالہ ڈال دیجئے تاکہ آپ کی عبارت اور فِقہی جُزیئے میں امتیاز ہو جائے۔

﴿32﴾ قراٰنی آیات لکھنے کے بعد ان کا حوالہ دینے میں مختصر انداز میں پارہ نمبر، سورت کا نام اور آیت نمبر ڈالئے، مَثَلاً اس طرح ''(پ۱۲ یوسف ۲۵)'' نیز حدیثِ پاک اور فِقہی جُزئیہ تحریر کرنے میں کتاب کا نام، باب، جلد و صفحہ نمبر اور مطبع کا نام وغیرہ مختصر انداز میں لکھئے۔ مَثَلاً یہ انداز: (بہارِ شریعت، ج۱، ص۲۵ مکتبۃ المدینہ) ضرورتاً شہر کا نام بھی لکھئے۔

﴿33﴾ فتاوٰی رضویہ **مُخَرَّجہ** کے مسئلے کو ضَرورت کے وَقت فتاوٰی رضویہ غیر **مُخَرَّجہ** سے ملا لیا کریں۔

﴿34﴾ غیر تخریج شدہ فتاوٰی رضویہ کا حوالہ دیتے وقت لفظ ''قدیم'' کے بجائے غیر **مُخَرَّجہ** اور تخریج شدہ کیلئے لفظ ''جدید'' کی جگہ **مُخَرَّجہ** لکھئے کہ جدید نسخے بھی آخر قدیم ہو ہی جائیں گے مگر بعد میں آنیوالوں کو آپ کی تحریروں میں ''جدید'' کا لفظ عجیب سا لگے گا۔ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی حکمت مُؤمن کا گمشدہ خزانہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، ج ۱، ص ۳۴۵)

(ابتدائی 12 جلدیں ہی غیر مخرجہ تھیں انہیں کی تخریج کر کے 30 جلدیں[1] بنائی گئی ہیں لہٰذا 12 ویں جلد کے بعد والی جلدوں کا حوالہ دینے پر ''مخرجہ'' لکھنے کی بھی حاجت نہیں)

مدینہ

[1]: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مکتبۃ المدینہ نے فتاوٰی رضویہ کی 30 جلدوں پر مشتمل سافٹ ویئر Cd بھی جاری کر دی ہے، مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ھدیۃً حاصل کیجئے۔

﴿35﴾ حوالہ دیتے وَقت کبھی ضَرورتاً یوں بھی لکھا جاسکتا ہے: مَثَلاً صدرُالشّریعہ بدرُ الطّریقہ حضرت علامہ مولٰینا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بہارِ شریعت** حصّہ 12 میں دُرِّمختار، ہدایہ اور عالمگیری وغیرہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

﴿36﴾ اگر کتاب یا رسالہ مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ ہو تو ذیل میں دیئے ہوئے انداز سے حوالہ دیجئے:

(الف) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد اوّل صَفْحَہ 253 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علاّمہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

(ب) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد اوّل صَفْحَہ 253 پر ہے:

(ج) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 649 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**حکایتیں اور نصیحتیں**'' صَفْحَہ 137 پر ہے:

﴿37﴾ ترجَمہ شدہ کتاب سے مَوادلیں تو حوالہ دیتے وقت کتاب کے نام کے ساتھ لفظ ''مُتَرجَم'' بھی لکھئے۔

﴿38﴾ دورانِ تحریر کتاب ورسالے کا حوالہ آئے تو جَلی حُروف میں لکھئے یا اس طرح نُمایاں کر دیجئے مَثَلاً: ''فتاوٰی رضویہ'' ''بہارِ شریعت'' ''فیضانِ سنّت'' وغیرہ۔

﴿39﴾ عبارت کے دوران اعداد لکھنے کی ضرورت ہو تو انگریزی ہندسوں میں لکھئے تاکہ عوام کیلئے سمجھنا آسان ہو۔

آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے لیجئے

﴿40﴾ آیتوں کا ترجمہ کنزالایمان سے لیجئے اور شروع کرنے سے قبل لفظ "ترجمۂ کنزالایمان:" لکھئے[1] اس کے علاوہ جب کسی اور عربی یا فارسی عبارت مثلاً متنِ حدیث کے معنیٰ بیان کریں تو ابتداءً لکھئے: "ترجمہ:" اور ہر طرح کے ترجمے کا رسم الخط قدرے باریک ہو، تاکہ دیگر عبارات سے ممتاز رہے۔

﴿41﴾ اسلامی بھائیوں نے اگر تبرُّکاً کسی شہر یا علاقے کا مدنی نام رکھا ہو تو ضرور تاوہ بھی لکھئے مثلاً کراچی کے ساتھ "بابُ المدینہ"، لاہور کے ساتھ "مرکزُ الاولیاء"، سیالکوٹ کے ساتھ "ضیاکوٹ"، فیصل آباد کے ساتھ "سردارآباد" سرگودھا کے ساتھ "گلزارِطیبہ"، لاڑکانہ کے ساتھ "فاروق نگر" وغیرہ۔

اُسلوبِ تحریر جارِحانہ نہ ہو

﴿42﴾ مانِعِ شرعی نہ ہونے کی صورت میں نرم الفاظ استعمال کرنے کی سعی فرمایئے، اُسلوبِ تحریر جارِحانہ نہ ہو۔ حدیثِ پاک میں ہے: بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا یعنی خوشخبری سناؤ نفرت مت دلاؤ۔ (صحیح مسلم ص ۹٥٤ حدیث ۱۷۳۲)

مدینہ

[1]: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مکتبۃ المدینہ نے قرانِ پاک، ترجمۂ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان پر مشتمل ایک سافٹ ویر Cd بھی جاری کردی ہے، مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ھدیۃً حاصل کیجئے۔

﴿43﴾ مَرجوح قول پر مفتی کا فتویٰ دینا جائز نہیں، قاضی بھی اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرسکتا۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: "اَلْحُکْمُ وَالْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَھْلٌ وَّخَرْقُ الْاِجْمَاع" قولِ مَرجوح پر فتویٰ اور حُکم دینا جَہالت اور اِجماع کی مُخالَفت ہے۔(درمختار ج ۱ ص ۱۷۶) میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضاخان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: جو قولِ جمہور کے خلاف قولِ مرجوح پر حکم یا فتویٰ دے وہ ضرور جاہل وفاسق ہے۔ (ملخصاً فتاوٰی رضویہ، ج۲۲،ص۵۱۵)

جواب کتنا طویل ہو ؟

﴿44﴾ اِستفتاء کا جواب کتنا طویل ہونا چاہئے ! اس بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کے مختلف انداز ملتے ہیں کہ بعض سوالات کے جوابات آپ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے ایک جملے میں دیئے، بعض کے چندلائنوں میں، بعض کے تو ایسے تفصیلی جوابات دیئے کہ وہ مستقل رسالے کی صورت اختیار کر گئے جیسا کہ فتاوٰی رضویہ جلد 17 صفحہ 395 پر موجود رسالہ ''کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم (یعنی کاغذی نوٹ کے احکام کے بارے میں سمجھدار فقیہ کا حصہ)'' 109 صفحات پر مشتمل ہے جو 12 سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔[1] اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کا انداز دیکھ کر سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ ''جیسی صورت ویسی ترکیب'' ہونی چاہئے۔

مدینہ

[1]: یہ رسالہ مع تخریج وتسہیل دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے ''کرنسی نوٹ کے احکام'' کے نام سے شائع ہوچکا ہے، مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ھدیۃً طلب کیجئے۔

﴾45﴿ فتوے کے مضمون کو بلا ضَرورت اتنی بھی طوالت مت دیجئے کہ لوگ پڑھنے ہی سے کترائیں اور علمِ دین اور حکمِ شریعت سیکھنے سے محروم رہ جائیں۔

قصداً مسئلہ چھپانے کا عذاب

﴾46﴿ مسئلے کا جواب دیتے وقت ذِہن یہ نہ بنائیے کہ مجھے اپنی علمیّت کا سکّہ جمانا ہے، جواب جاننے کی صورت میں نیّت یہ ہو کہ کِتمانِ علم (یعنی علم چھپانے) کے گناہ سے خود کو بچانا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگا دی جائیگی۔ (سنن الترمذی ج ۱ ص ۲۹۵ حدیث ۲۶۵۸) مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اگر کسی عالم سے دینی ضروری مسئلہ پوچھا جائے اور وہ بلا وجہ نہ بتائے تو قیامت میں وہ جانوروں سے بدتر ہوگا کہ جانور کے منہ میں چمڑے کی لگام ہوتی ہے اور اُس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی، خیال رہے کہ یہاں علم سے مُراد حرام حلال، فرائض واجبات وغیرہ تبلیغی مسائل ہیں جن کا چھپانا جُرم ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص ۲۰۴) مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاق، خاتِمُ المُحدِّثین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحقّ مُحدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہِ القوی فرماتے ہیں: یعنی جس علم کا جاننا ضروری ہو اور علماء میں سے کوئی اور اسے بیان کرنے والا بھی نہ ہو اور بیان کرنے سے کوئی صحیح عذر بھی مانع نہ ہو بلکہ بُخل اور علمِ دین سے لاپرواہی کی بنا پر چھپائے تو مذکورہ سزا کا مُستوجِب (یعنی حقدار) ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات

فارسی ج ا ص ۱۷۵) اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: ''اشاعتِ علم فرض اور کِتمانِ عِلم حرام ہے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۱۲ ص ۳۱۲)

نیز یہ بھی نیّت ہو کہ ایک مسلمان کے دینی مسئلے کو حل کر کے ثواب کمانا ہے۔ منقول ہے: سیِّدُنا امام مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقتِ رِحلت یہ روایت بیان فرمائی: ''کسی شخص کی دینی اُلجھن دُور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے۔''

(بستان المحدثین ص ۳۹)

﴿47﴾ اپنے جواب کی تائید میں جزئیہ نقل کرتے وقت ایسی عبارت لکھئے جس میں جزم کے ساتھ (یعنی فیصلہ کُن) مسئلہ تحریر ہو، اختلافِ فقہاء پر مشتمل عبارت نقل نہ کیجئے مثلاً ''فلاں کام ناجائز ہے لیکن فلاں امام کے نزدیک جائز ہے۔'' اِس سے ایک تو سادہ لوح عوام اُلجھن میں پڑ سکتے ہیں دوسرا آپ کا مؤقِف کمزور ہو جائے گا، ایسے موقع پر اگر ایک کتاب میں واضح عبارت نہ ملتی ہو تو دوسری کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

﴿48﴾ عوام کو ان کی اِستِعداد (صلاحیت) کے مطابق فقط ان کے مقصد کی بات ہی بیان کی جائے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: ''قابلیت سے باہر علم سِکھانا فتنے میں ڈالنا ہے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۷۱٤)

لوگوں کی عقلوں کے مطابق کلام کرو

﴿49﴾ لوگوں کی عقلوں کے مطابق کلام کیجئے اگر ان کی عقلوں سے ماوراءِ دقائق (یعنی پیچیدگیاں اور باریکیاں) لے بیٹھے تو اندیشہ ہے کہ آپ انہیں فتنے میں مبتلا

کر بیٹھیں ۔ مصطفٰے جانِ رحمت ، شمعِ بزمِ ہدایت صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ باعظمت ہے: جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات کریگا جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پر فتنہ ہوگی۔ (کنز العمّال ج ۱۰ ص ۸۴ حدیث ۲۹۰۰۷ و فتاوٰی رضویہ ج ۲۴ ص ۱۵۹) حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: لوگوں سے وُہی کہا کرو جو وہ سمجھ سکتے ہیں، ورنہ خدا اور رسول عَزَّوَجَلَّ وصلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کو جھٹلانے لگیں گے (جامع بیان العلم وفضلہ ، ص ۱۸۵) منقول ہے: **كَلِّمِ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ** یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن، ج۹، ص۳۷۳)

73 نیکیاں

﴿50﴾ کم پڑھے لکھوں کی تفہیم (یعنی ان کو سمجھانے) کی نیّت سے ثواب کمانے کیلئے فقہی اِصطِلاحات اور مشکل الفاظ پر اِعراب لگایئے اور ان کے معنیٰ ہلالین میں لکھنے کی عادت بنایئے۔ عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ بھی لکھئے۔ جتنا ہو سکے آسان جملے لکھئے، اس کے لئے لکھتے وقت اس بات کو پیشِ نظر رکھئے کہ سوال کرنے والا کس طبقے کا فرد ہے؟ کیا وہ آپ کی لکھی ہوئی بات کو سمجھ پائے گا؟ دُکھیاروں کیلئے مسائل سمجھنے میں آسانی کا خُصوصی سامان کیجئے۔ فرمانِ رحمتِ عالمیان صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم ہے: جو کسی غمزدہ کی دستگیری (دَسْت ۔ گیری) کرتا ہے اللہ تعالٰی اُس کے لیے تہتر (73) نیکیاں لکھتا ہے ایک نیکی سے اللہ تعالٰی اُس کی دنیا وآخرت کو سنوار دیتا ہے اور باقی نیکیاں اس

کے لئے دَرَجات کی بُلندی کا سبب بنتی ہیں۔'' (مکارم الاخلاق للطبرانی ص ۳٤٥ حدیث ۹٦)

اپنی تحریر پر نظرِ ثانی کرنا بے حد مفید ہے

﴿51﴾ اپنی ہر تحریر پر خواہ وہ آدھی سطر ہی کیوں نہ ہو نظرِ ثانی کی عادت بنالیجئے کہ بعض اوقات آدمی بے خیالی میں ''ہاں'' کا ''نا'' اور ''نا'' کا ''ہاں'' نیز جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز لکھ دیتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن کثیر علیہ رحمۃُ اللہ القدیر کا قول ہے: لکھنے کے بعد نظرِ ثانی نہ کرنے والا ایسا ہے گویا استنجاء خانے جا کر بغیر طہارت کے لوٹ آیا۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۱۰۹) لہٰذا جلد بازی مت کیجئے جب اچھی طرح مطمئن ہو جائیں تو جواب جمع کروایئے کیونکہ اگر غلط فتویٰ جاری ہو گیا تو غلطی عام ہوتی چلی جائے گی۔

﴿52﴾ جواب کے آخر میں وَاللّٰہُ تعالٰی اَعلَمُ وَ رسولُہٗ اَعلم عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکمَّل لکھئے۔ اس کے بعد کوئی مدنی مشورہ دینا چاہیں تو اسے بھی تحریر فرمایئے۔

دینی مشورہ دینے کا ثواب

﴿53﴾ فتوے کی تکمیل کے بعد مَدَنی مشورہ اور اس میں موضوع کی مُناسَبَت سے کتاب یا رسالے وغیرہ کا نام مَع صَفَحات کی تعداد لکھ کر پڑھنے کا بھی مشورہ دیجئے، کسی کو دینی مشورہ دینا کارِ ثواب ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زندگی کی آخری گفتگو میں یہ روایت شامل ہے: ''کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں

جہاد کرنے سے بہتر ہے۔" (بُستانُ المُحَدِّثین ص ۳۹) تحریر کا نمونہ یہ ہے، **مَدَنی مشورہ:** (مَثَلاً) دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصّہ 16 باب، "عمامے کا بیان" صفحہ 61 تا 63 کا مطالَعہ فرمایئے۔ مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ "28 کلماتِ کفر" (16 صفحات) ہدِیّۃً حاصِل کر کے ضَرور پڑھئے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر مکتبۃ المدینہ کی تقریباً تمام کتابیں اور رسائل پڑھے اور حاصِل کئے جاسکتے ہیں۔

مَدَنی التجاء لکھنے کا مضمون

﴿54﴾ "مَدَنی مشورہ" کے بعد اس طرح کا مضمون لکھئے: **مَدَنی التجاء:** تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی" کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں آپ بھی اس **مَدَنی ماحول** سے ہر دم وابستہ رہیے۔ **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں از ابتداء تا انتہا پابندی کے ساتھ شرکت کی **مَدَنی التجاء** ہے۔ تمام اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ سنّتوں کی تربیت کے **مَدَنی قافِلوں** میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ ہر ماہ کم از کم تین دن سنّتوں بھرا سفر کریں، صحیح اسلامی زندگی گزارنے میں مدد حاصِل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ "مدنی اِنعامات" ضَرور حاصل کیجئے۔ بشمول اِس رسالے کے دعوتِ اسلامی کے دیگر رسائل، کتب، کیسٹیں اور V.C.D's دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر پڑھے اور حاصِل کئے جاسکتے ہیں۔

برائے کرم! روزانہ فکرِ مدینہ کے ذَریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ (یعنی ہجری سن والے مہینے) کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اسکی بَرَکت سے ایمان کی حفاظت، گناہوں سے نفرت اور اِتّباعِ سنّت کا جذبہ بڑھے گا۔ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ مَدَنی ذِہن بنائے کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے'' اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اصلاح کے لئے مَدَنی اِنعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مَدَنی قافِلوں میں سنّتوں بھرا سفر کرنا ہے۔

﴿55﴾ فتویٰ مکمل کرنے کے بعد پروف ریڈنگ بھی کرلیجئے (خصوصاً جب کمپوز کیا ہوا ہو)۔

مشورے کی برکتیں

﴿56﴾ جواب لکھ کر حتَّی الوسع اہلِ علم کو مشورۃً دکھادیجئے، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے فوائد آپ کھلی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ حضرتِ سیِّدُنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حُضُورِ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے رِوایت کی ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بدبخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خود رائے اور دوسروں کے مشوروں سے مُستَغنِی (یعنی بے پرواہ) ہو وہ کبھی خوش بخت نہیں ہوتا۔

(الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۳)

یقیناً ہمارے مکّی مدنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مشورے کے محتاج نہیں تھے مگر صَحابۂ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کر کے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور ان کے مناسب مشورے بخوشی قبول فرمالیتے جس کی روشن مثالیں غزوۂ اَحزاب (غزوۂ

خندق) میں حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی رائے پر خندق کھود کر اور غزوۂ اُحد میں میدان میں جنگ کرنا ہیں۔

ہر لِفافے میں رسالہ ڈالئے

﴾57﴿ ہر تحریری فتوے کے لفافے میں موضوع کی مناسبَت سے مکتبۃ المدینہ کا ایک جیبی سائز رِسالہ یا مَدَنی پھولوں کا پرچہ (یا دونوں) ڈالئے ۔ دارالافتاء آکر بِالمُشافہ پوچھنے والوں کو بھی ان کے حسبِ حال رسالہ وغیرہ پیش کیجئے ۔ جس کے ساتھ رسالہ دیا جائے اُس تحریری فتوے کے آخر میں مسلمان کی دلجوئی اور نیکی کی دعوت کا ثواب کمانے کی نیت سے اِس طرح کی عبارت ہو، **مَدَنی سوغات**: رسالہ تحفۃً حاضرِ خدمت ہے، برائے کرم! از ابتداء تا انتہا مکمّل پڑھ لیجئے اور ہو سکے تو مکتبۃ المدینہ سے کم از کم 12 رسائل ھدِیَّۃً حاصل کر کے اپنے مرحوم عزیزوں کے ایصالِ ثواب کی نیّت سے تقسیم فرمادیجئے۔ جَزاكَ اللّٰهُ خيراً۔

﴾58﴿ ''مَدَنی مشورہ'' اور ''مَدَنی اِلتجاء'' کے عِلاوہ ضَرورتاً ''تنبیہ''، ''مَدَنی پھول'' وغیرہ بھی فتوے کے آخِر میں لکھ سکتے ہیں۔

مُجتہد ہی حقیقی مفتی ہوتا ہے

﴾59﴿ ''مُجتہد'' (مُج۔ تَ۔ ہِد) ہی حقیقی ''مُفتی'' ہوتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ٢، حصہ ١٢، ص ٩٠٨ ملخصاً) اعلٰی حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: عرصۂ دراز سے دنیا مُجتہد سے خالی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج ١٢ ص ٤٨٢) فی زمانہ سارے کے سارے

مفتیانِ کرام، ''مفتیانِ ناقلین'' ہیں، یہ حضرات صرف مجتہدین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المبین کے فتاویٰ کی روشنی میں فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿60﴾ بے شک ''مفتیِ ناقِل'' ہونا بھی بڑے شَرَف کی بات ہے، اس مقام تک پہنچنے کے لئے بھی بہت ساری منزلیں طے کرنا پڑتی ہیں، بہت زیادہ علم اور نہ جانے کس کس فن میں مہارت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ شارِحِ بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللّٰہ الغنی ایک مفتی کی قابلیت، اس کے منصب اور مشکلات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بعض علما دشمن یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ فتویٰ لکھنا کوئی اہم کام نہیں، ''بہارِ شریعت'' اور'' فتاوٰی رضویہ'' دیکھ کر ہر اُردو داں فتویٰ لکھ سکتا ہے، ایسے لوگوں کا علاج صرف یہ ہے کہ انہیں دارالافتاء میں بٹھا دیا جائے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ فتویٰ نویسی کتنا آسان کام ہے! حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ نویسی کا کام جتنا مشکل کل تھا، اتنا ہی آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا، نئے واقعات کا رُونما ہونا بند نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ فقہائے کرام نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے قبل از وقت آئندہ رونما ہونے والے ہزاروں ممکن الوقوع جزئیات کے احکام بیان فرما دیئے ہیں مگر اس کے باوجود لاکھوں ایسے حوادث ہیں جو واقع ہوں گے اور ان کے بارے میں کسی بھی کتاب میں کوئی شرعی حکم موجود نہیں۔ ایسے حوادث کے بارے میں حکمِ شرعی کا اِستخراج ''جوئے شیر لانے'' سے کم نہیں مگر یہ کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی صریح تائید، دستگیری فرمائے، یہیں ''مفتی'' غیر مفتی سے ممتاز ہوتا ہے، پھر

اب دارالافتاء، دائرالفقہ نہیں رہا بلکہ دینی معلوماتِ عامہ کا محکمہ ہوگیا، کسی بھی دارالافتاء میں جا کر دیکھئے مسائلِ فقہ و کلام کے علاوہ تصوُّف، تاریخ، جغرافیہ، حتیٰ کہ منطقی سوالات بھی آتے ہیں اور اب تو یہ رواج عام پڑ گیا ہے کہ کسی مقرِر نے تقریر میں کوئی حدیث پڑھی کوئی واقعہ بیان کیا۔ مقرر صاحب تو پورے اِعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت ہوگئے، ان سے کسی صاحب نے نہ سند مانگی نہ حوالہ مگر دارالافتاء میں سوال پہنچ گیا کہ فلاں مقرر نے یہ حدیث پڑھی تھی یہ واقعہ بیان کیا تھا، کس کتاب میں ہے؟ باب، صفحہ، مطبع کے ساتھ حوالہ دیجئے، یہ کتنا مشکل کام ہے! اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ''فتوی نویسی'' جیسا مشکل اور ذمہ داری کا کام کوئی بھی نہیں، مقرر خاص خاص موضوع پر تیاری کر کے تقریر تیار کرلیتا ہے، مدرس اپنے ذمہ کی کتابوں کا وہ حصہ جو اسے دوسرے دن پڑھانا ہے مطالعہ کر کے اپنی تیاری کرلیتا ہے، مصنف اپنے پسندیدہ موضوع پر اس کے متعلق مواد فراہم کر کے لکھ لیتا ہے، لیکن دارالافتاء سے سوال کرنے والا کسی موضوع کا پابند نہیں، نہ کسی فن کا پابند ہے نہ کسی کتاب کا پابند ہے، اس کو تو جو ضرورت ہوئی اس کے مطابق سوال کرتا ہے، خواہ وہ عقائد سے متعلق ہو یا فقہ کے یا تفسیر کے یا حدیث کے یا تاریخ کے یا جغرافیہ کے! ان سب تفصیلات سے ظاہر ہوگیا کہ فتوی نویسی کتنا اہم اور مشکل کام ہے۔'' (تقدیم حبیب الفتاوی ص ۴۵)

﴿61﴾ مفتی کو کتنے عُلُوم میں مہارت ہونی چاہئے، اِس ضمن میں میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رَحمۃُ ربِّ العزّت لکھتے ہیں: ''حدیث و تفسیر و اُصول و ادب و قدرِ حاجت

ہیئت و ہندسہ و توقیت اور ان میں مہارت کافی اور ذہن صافی اور نظر وافی اور فقہ کا کثیر مشغلہ اور اشغالِ دنیویہ سے فراغِ قلب اور توجُّہ اِلَی اللہ اور نیّت لِوَجہِ اللہ اور ان سب کے ساتھ شرطِ اعظم توفیق مِنَ اللہ، جو ان شروط کا جامع وہ اس بحرِ ذخار (یعنی گہرے سمندر) میں شناوری (یعنی تیراکی) کرسکتا ہے، مہارت اتنی ہو کہ اس کی اِصابت (یعنی دُرُستی) اس کی خطا پر غالب ہو اور جب خطا واقع ہو رُجوع سے عار (یعنی شرم) نہ رکھے ورنہ اگر خواہی سلامت بر کنار است (یعنی اگر سلامتی چاہئے تو کنارے پر رہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ ج ۱۸ ص ۵۹۰)

فقاہت کسے کہتے ہیں؟

﴿62﴾ ناقل کے درجے میں آنے والے تمام مفتیانِ کرام بھی ایک درجے کے نہیں ہوتے بلکہ ان میں بھی بعض دوسروں سے اَفْقَہ (یعنی زیادہ فقاہت والے) ہوتے ہیں جس کی ظاہری وجہ ذاتی صلاحیتیں اور اصل وجہ توفیقِ الٰہی ہے۔ سب سے بڑا مفتی وہ ہوتا ہے جس کی فقاہت سب سے زیادہ ہو، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے فقاہت کا ایک معیار بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: فقہ یہ نہیں کہ کسی جُزئِیّہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اُس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے یوں تو ہر اَعرابی (یعنی عرب شریف کے دیہات میں رہنے والا) ہر بدوی (یعنی خانہ بدوش عرب) فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعدِ ملاحظۂ اُصولِ مُقَرَّرہ و ضوابِطِ محرَّرہ و وُجُوہِ تکلُّم و طُرُقِ تفاہُم و تنقیحِ مَناط و

لحاظِ اِنضباط ومَواضعِ یُسر واِحتیاط وتَجنُّبِ تفریط واِفراط وفرقِ روایاتِ ظاہرہ ونادِرہ وتمیز دَرآیاتِ غامِضہ وظاہر ومَنطوق ومفہوم وَصریح وَمُحتَمل وقولِ بَعض وجمہور ومُرسَل ومُعَلّل ووزنِ الفاظِ مفتین وسیرِ مراتبِ ناقلین وعرفِ عام وخاص وعاداتِ بِلاد واشخاص وحالِ زمان ومکان واحوالِ رعایا و سلطان وحفظِ مصالحِ دین ودفعِ مَفاسد ین وعلمِ وُجُوہِ تجریح واسبابِ ترجیح ومَناھجِ توفیق ومَدارکِ تطبیق ومَسالِکِ تخصیص ومناسکِ تقیید ومشارعِ قیود وشوارعِ مقصود وجمعِ کلام ونقدِ مرام وفہمِ مراد کا نام ہے کہ تَطَلُّعِ تام واِطلاعِ عام ونظرِ دقیق وفکرِ عمیق وطولِ خدمتِ عِلم و ممارستِ فن وتَیَقُّظ وافی وذہن صافی مُعتَاد تحقیق مُؤَیَّد بتوفیق کا کام ہے، اور حقیقۃً وہ نہیں مگر ایک نُور کہ ربّ عزوجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں اِلقا فرماتا ہے: وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْاۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔ (پ۲۴، السجدۃ: ۳۵) صدہا مسائل میں اِضطرابِ شدید نظر آتا ہے کہ ناواقف دیکھ کر گھبرا جاتا ہے مگر صاحبِ توفیق جب اُن میں نظر کو جولان دیتا اور دامنِ ائمۂ کرام مضبوط تھام کر راہِ تَنقیح لیتا ہے توفیقِ ربانی ایک سرِ رشتہ (یعنی تدبیر) اس کے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک سچّا سانچا ہو جاتا ہے کہ ہر فرع

خود بخود اپنے مَحمَل پر ڈھلتی ہے اور تمام تخالُف کی بدلیاں چھنٹ کر اصل مراد کی صاف شفاف چاندنی نکلتی ہے، اُس وقت کھل جاتا ہے کہ اَقوال سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقۃً سب ایک ہی بات فرماتے تھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ فتاوائے فقیر میں اِس کی بکثرت نظیریں ملیں گی ولِلّٰہِ الْحَمْدُ تَحْدِیْثًا بِنِعْمَةِ اللّٰہِ وَمَا تَوْفِیْقِی اِلاَّ بِاللّٰہِ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ اَمَدَّنَا بِعِلْمِہٖ وَاَیَّدَنَا بِنِعَمِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اٰمِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ (فتاوٰی رضویہ ج١٦ص٣٧٦)

﴿63﴾ فتویٰ دینا بہت نازک کام ہے۔ مفتی بننے کے لئے ماہر مفتی کی صحبت بھی ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: ''علمُ الفتوٰی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مُدّتہا (یعنی طویل مدت تک) کسی طبیبِ حاذق کا مطب نہ کیا ہو (یعنی ماہر مفتی کی صحبت میں رہ کر فتوے نہ لکھے ہوں) (فتاوٰی رضویہ ج٢٣ص٦٨٣)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے فتویٰ نویسی کہاں سے سیکھی؟

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے اپنے والد ماجد رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے زیرِ سایہ فتویٰ نویسی کی مشق کی۔ والد صاحب ایسے ماہر مفتی تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: دو حضرات ایسے ہیں جن کے فتاوٰی پر آنکھیں بند کر کے عمل کیا جاسکتا ہے: ایک حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد دوسرے مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ رحمۃ اللہ الغنی۔ (فتاوٰی رضویہ ج٢٩ص٥٩٤ ملخصًا) اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت خود فرماتے

ہیں: منصبِ اِفتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر 13 برس دس مہینہ چار دن کی تھی، میں بھی ایک طبیبِ حاذِق کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۱،۶۳)

فتویٰ کب دیں؟

﴾64﴿ جب تک آپ کے اُستاذ مفتی صاحب جن کی زیرِ نگرانی آپ فتویٰ نویسی کی مشق کرتے ہیں آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت نہ دے دیں اُس وقت تک مفتی بننے کا شوق نہ چُرایئے۔ یاد رہے! بطورِ مشق فتویٰ لکھنا اور چیز ہے، بطورِ مفتی فتویٰ لکھنا اور چیز ! نیز اُستاذ صاحب کو بھی چاہئے کہ جب تک خوب مطمئن نہ ہو جائیں، مُرُوَّت یا شفقت یا کسی اور وجہ سے فتویٰ جاری کرنے کی اجازت نہ دیں۔

جب اعلیٰ حضرت کو فتویٰ نویسی کی اجازت ملی

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے اپنے والدِ ماجد رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے حکم پر ۱۲۸٦ھ میں فتوے لکھنا شروع کئے اور والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے فتاویٰ پر اصلاح لیا کرتے تھے، 7 سال کے بعد انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کو اجازت دے دی کہ اب فتاویٰ مجھے دکھائے بغیر سائلوں کو روانہ کر دیا کرو مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے دنیا سے تشریف لے جانے تک اپنے فتاویٰ چیک کرواتے رہے، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت خود لکھتے ہیں: ”سات برس کے بعد مجھے اِذن فرما دیا کہ

اب فتوے لکھوں اور بغیر حضور (یعنی اپنے والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو سنائے سائلوں کو بھیج دیا کروں، مگر میں نے اس پر جرأت نہ کی یہاں تک کہ رحمٰن عزوجل نے حضرتِ والا کو ذی القعدہ ۱۲۹۷ھ میں اپنے پاس بلالیا۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ج ا ص ۸۸)

دارالافتاء اہلسنّت کی ترکیب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے ''دارالافتاء اہلسنّت'' میں یہ ترکیب رکھی گئی ہے کہ آٹھ سالہ عالم کورس یعنی درسِ نظامی کرنے کے بعد مزید دو سالہ تَخَصُّص فِی الْفِقْہ کا کورس کرنے والے کو ضروری صلاحیت پر پورا اترنے کی صورت میں بطورِ معاون تدریب کے لئے دارالافتاء اہلسنّت میں بٹھایا جاتا ہے اور اس دوران مفتیانِ کرام کی زیرِ تربیت کم از کم 1200 فتاوی لکھنے والے کو مُتَخَصِّص کا درجہ حاصل ہوتا ہے، 2600 فتاوی لکھنے والے کو نائب مفتی کا درجہ حاصل ہوتا ہے جبکہ 4000 فتاوی لکھنے والے کو مفتی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، لیکن ان تمام درجات کو حاصل کرنے کے لئے صرف فتاوی ہی نہیں بلکہ ہر درجے کے لئے مقررہ مطالعہ کے ساتھ ساتھ اطمینان بخش کارکردگی بھی ضروری ہے۔

غیرِ مفتی کا مفتی کہلانے کو پسند کرنے کا عذاب

﴿65﴾ ہمارے یہاں آج کل عُموماً ہر عالم کو ''مفتی'' کہا جانے لگا ہے! اس میں عالم صاحِب کا گو قُصور نہیں تاہم انہیں چاہئے کہ اگر وہ مفتی کی شرائط پر پورے نہیں اترتے تو مُفتی کہنے والوں کو مَنع فرماتے رہیں۔ جو مفتی یا عالم نہیں اُس کا پسند کرنا کہ مجھے لوگ مفتی یا عالم کہا کریں، اُسے ڈرنا چاہئے کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ

اہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد 21، صَفحہ 597 پر فرماتے ہیں: (جو) اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے (یعنی پسند کرے) کہ لوگ اُن فضائل سے اِس کی ثناء (یعنی تعریف) کریں جو اِس میں نہیں جب تو صریح حرامِ قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تعالٰی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے):

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو۔ ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (پ ٤ اٰل عمران ١٨٨) (فتاوٰی رضویہ ج٢١ ص ٥٩٧)

صدرُالافاضِل حضرتِ علامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اِس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اِس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بِغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غَلَط وَصف (غلط تعریف) اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ اُنہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ (خزائن العرفان ص ١٢٠) حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: منقول ہے: کچھ گناہ ایسے ہیں جن کی سزا بُرا خاتمہ ہے ہم اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔ کہا گیا ہے: یہ گناہ ولایت اور کرامت کا جھوٹا دعوٰی کرنا ہے۔ (احیاء علوم الدین، ج١، ص ١٧١ دار صادر بیروت)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کی عاجزی

میرے آقا اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن جنہیں 55 سے زائد علوم وفنون پر عُبور حاصل تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **علمی وجاہت، فقہی مہارت** اور **تحقیقی بصیرت** کے جلوے دیکھنے ہوں تو **فتاویٰ رضویہ** دیکھ لیجئے جس کی (تخریج شدہ) 30 جِلدیں ہیں۔ ایک ہی مفتی کے قلم سے نکلا ہوا یہ غالباً اُردو زبان میں دنیا کا ضَخیم ترین مجموعۂ فتاویٰ ہے جو کہ تقریباً بائیس ہزار (22000) صَفْحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سُوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مُشْتَمِل ہے۔ جبکہ ہزارہا مسائل ضِمناً زیرِ بَحث آئے ہیں۔ ایسے عظیمُ الشّان عالمِ دین اپنے بارے میں عاجزی کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ "فقیر تو ایک ناقِص، قاصِر، ادنیٰ طالب عِلم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا اور بِحَمْدِہٖ تَعَالٰی بظاہر اَسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی (یعنی بے سروسامانی) جانتا ہوں، اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطَفٰی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے ہیں اور مجھ پر علمِ حق کا اِفاضہ فرماتے (یعنی فیض پہنچاتے) ہیں اور اُنہیں کے رب کریم کے لیے حمد ہے، اور ان پر اَبدی صلوٰۃ وسلام۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۵۹٤) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "کبھی میرے دل میں یہ خطرہ نہ گزرا کہ میں عالم ہوں۔"

(فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ج۱، ص۹۳)

جب مفتئ دعوتِ اسلامی کو کسی نے فون کیا

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شورٰی کے رُکن مفتئ دعوتِ اسلامی حافظ محمد فاروق العطاری المدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہترین عالمِ دین اور ذہین مفتی تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ کو فون کیا اور کہا: میں ''مفتی فاروق'' سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جواب دیا: میں ''فاروق'' عرض کر رہا ہوں، کہئے کیا کہنا ہے؟ فون کرنے والا آپ کی عاجزی کو سمجھ نہ سکا اور دوبارہ کہا: مجھے ''مفتی فاروق'' سے بات کرنی ہے؟ اِدھر سے پھر یہی جواب ملا: میں ''فاروق'' ہی عرض کر رہا ہوں، فرمایئے! مگر فون کرنے والے کی سادگی دیکھئے، پھر کہنے لگا: آپ سے نہیں مجھے ''مفتی فاروق'' سے بات کرنی ہے۔ مفتی فاروق عطاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے آخر تک خود کو مفتی ظاہر نہ کیا۔

﴿66﴾ بے قاعدہ علم حاصل ہونے سے کوئی مفتی نہیں بن سکتا اس کے لئے باقاعدہ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

عُرف کی معلومات

﴿67﴾ صدہا مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کا مدار عُرف پر ہوتا ہے اس لئے بہترین مفتی بننے کے لئے عرف کا جاننا بھی ضروری ہے۔ علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نقل کرتے ہیں: ''مَنْ لَّمْ یَدْرِ بِعُرْفِ اَھْلِ زَمَانِہٖ فَھُوَ جَاھِلٌ یعنی جو حالاتِ زمانہ سے واقف نہیں وہ جاہل ہے (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الایمان، باب فیما لو اسقط اللام ......الخ ۵ ص ۵۲۱) مگر عرف معلوم کرنے میں احتیاط کیجئے کہیں ایسا نہ

ہو کہ آپ جس سے معلوم کرنے جائیں اُس کے برا آدمی ہونے کی صورت میں اس کی برائیاں آپ کو چپک جائیں! بلکہ آپ کی صحبت کی بَرَکت سے اُسے بھی اپنی اِصلاح کا جذبہ نصیب ہو جائے۔

مفتی غیر معمولی ذہین ہوتا ہے

﴿68﴾ مفتی بننے کے لئے فطری طور پر ذِہانت وحظانت ضَروری ہے، کُند ذِہن اور مریضِ نِسیان (یعنی بُھلکّڑ) کا مفتی بن جانا بے حد مشکل اَمر ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو صحیح معنوں میں عالم و مُفتی ہوتا ہے وہ عام مسلمانوں کے مقابلے میں غیر معمولی ذہین ہوتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے مَدَنی آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم تمام مخلوقات میں سب سے بڑے عالم اور سبھی سے زیادہ عقلمند و ذہین ہیں، تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی اُمّت میں سب سے بڑے عالم اور ذہین ترین ہوئے۔

علم پر بھی قیامت میں حساب ہے

﴿69﴾ علم کی جہاں بَرَکات ہیں وہاں آفات بھی ہیں۔ عالم اگر تکبُّر میں مبتلا ہوا، اپنی معلومات پر گھمنڈ اور کم علموں کی تحقیر کرنے میں پڑا تو برباد ہوا، یاد رکھئے! علم کا بھی بروزِ قیامت حساب دینا پڑے گا! جبھی تو خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے مغلوب ہو کر حضرتِ سیِّدُنا ابوالدَّرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے تھے: اِس خوف سے لرزتا ہوں کہ کہیں بروزِ قیامت کھڑا کر کے پوچھ نہ لیا جائے کہ تو نے علم تو حاصل کیا تھا مگر اس سے کام کیا لیا؟ حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''کاش!

میں قرانِ مجید پڑھ کر رہ جاتا، کاش! میرے علم پر نہ مجھے ثواب ملے نہ عذاب!''

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ٢٤٩، ٢٥٠ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نیکی پر تعریف کی خواہش

﴿70﴾ جب کوئی علمی نکتہ بیان کرتا ہے، تحقیقی کارنامہ انجام دیتا ہے، مقالہ لکھتا یا کہتا یا کوئی تصنیف کرتا ہے، تو عُموماً دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کاش! کوئی تعریف کرے بلکہ تعریفی کلمات لکھ کر دے۔ اسی طرح نعت شریف پڑھنے والے، سنّتوں بھرے بیان کرنے والے اور مختلف نیکیاں بجالانے والے بھی اکثر ''حوصلہ افزائی'' کے نام پر اپنی تعریف کئے جانے کے منتظر رہتے ہیں! یعنی ان کی آرزو ہوتی ہے کہ کاش! کوئی حوصلہ افزائی کرے اور ظاہر ہے کہ اکثر حوصلہ افزائی تعریف ہی پر مَبنی ہوتی ہے! ان سب تعریف اور حوصلہ افزائی کے طلبگاروں کیلئے ایک مَدَنی پھول حاضر کرتا ہوں: صحابیِ رسول، حضرتِ سیِّدُنا شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بوقتِ وفات فرمایا: اِس اُمّت کے حق میں مجھے سب سے زِیادہ خوف ریاکاری اور مخفی (یعنی چھپی) شہوت کا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہاں ''مخفی شہوت'' کے معنٰی یہ ارشاد فرمائے ہیں: یعنی نیکی پر تعریف کی خواہش ہونا۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ٢٤٨، ٢٤٩ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قصداً غَلَط مسئلہ بتانا حرام ہے

﴿71﴾ مفتی کو بے حد محتاط رہنا ہوگا، اس کی راہ میں امتحانات بہت ہیں اگر ایک بھی

مسئلہ شرم یا مُرُوَّت وغیرہ کی وجہ سے جان بوجھ کر غَلَط بتادیا تو گناہ وحرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہوگا۔ ہاں اگر عالم سے انجانے میں مسئلہ بتانے میں تَسامُح (غلطی) ہو جائے تو پتا لگنے پر اگرچہ توبہ لازم نہیں تاہم فوراً اسکا اِزالہ فرض ہے۔ ازالے کا طریقہ یہ ہے کہ جس کو غَلَط مسئلہ بتایا ہے اُس کو مُطَّلع کرے کہ فُلاں مسئلہ بتانے میں مجھ سے خطا ہوگئی ہے۔ اگر ایک کے سامنے خطا کی تو اُسی ایک کے سامنے اور اگر ہزار یا ہزاروں کے اجتماع میں غلطی ہوئی تو ان سب کے سامنے اِزالہ کرنا ہوگا۔

اگر عالم بھول کر غَلَط مسئلہ بتادے تو گناہ نہیں

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: ''ہاں اگر عالم سے اِتِّفاقاً سَہو (بھول) واقع ہوا اور اُس نے اپنی طرف سے بے اِحتِیاطی نہ کی اور غَلَط جواب صادِر ہوا تو مُؤاخَذَہ (مُ۔آ۔خَ۔ذَہ) نہیں مگر فرض ہے کہ مُطَّلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۷۱۲)

اِزالے کی بہترین حِکایت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بن زِیاد علیہ رَحمۃُ ربِّ العِباد سے کسی شخص نے سُوال کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کو جواب دیا لیکن اس میں تسامُح ہو گیا (یعنی غلطی ہوگئی) اُس شخص کو جانتے نہیں تھے لہٰذا اس غَلَطی کی تلافی (اِزالے) کیلئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک شخص کو بطورِ اَجیر (یعنی اُجرت پر) لیا جو یہ اعلان کرتا تھا کہ: جس نے فُلاں دن، فُلاں مسئلہ پوچھا تھا اس کے دُرُست جواب

کے لیے حضرت سیِّدُنا حسن بن زِیاد علیہ رَحْمَۃُ ربِّ العِباد کی طرف رُجوع کرے۔ حضرت سیِّدُنا حسن بن زِیاد علیہ رَحْمَۃُ ربِّ العِباد نے کئی روز تک **فتویٰ** نہیں دیا یہاں تک کہ وہ (مطلوبہ) شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کو دُرست مسئلہ بتایا۔ (اَدبُ المُفتي والمُستَفتي لابنِ الصّلاح ،ص ٤٦ مُلَخّصاً) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔** امین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

آگ پر زیادہ جُرأت کرتا ہے!

﴿72﴾ اگر کسی مسئلے کا جواب نہ آتا ہو تو ’’لَا اَعْلَمُ یعنی میں نہیں جانتا‘‘ کہنے میں شرم محسوس نہ کیجئے۔ افسوس! آج کل تو شاید بعضوں کو لَا اَعلَمُ (یعنی میں نہیں جانتا) کہنا ہی نہیں آتا! ہر مسئلے کا جواب دینا گویا ان کیلئے واجِب ہے اور ذِہن یہ بن گیا ہے کہ نہیں بتائیں گے تو بے عزّتی ہو جائے گی، حالانکہ ایسا نہیں۔ حقیقت میں ذلیل و خوار بلکہ عذابِ نار کا حقدار تو وہ ہوگا جو اِس دارِ ناپائدار میں محض بھرم رکھنے کیلئے غلط مسئلے (مَس۔ءَ۔لے) بتانے سے گُریز نہیں کرتا ہوگا اور بروزِ قِیامت اپنی اِس بے باکی کی سزا سُنایا جائیگا۔ **رسولُ اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: تم میں سے جو

فتووں پر زیادہ جُرأت کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جُرأت (جُر۔اَت) کرتا ہے۔ (کنزُ العُمّال ج ١٠ ص ٨٠ حدیث ٢٨٩٥٧ و فتاویٰ رضویہ ج ١١ ص ٤٩٠) ایک اور حدیثِ پاک میں ہے، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جس نے بِغیر علم کے فتویٰ دیا تو آسمان وزمین کے فِرِشتے اُس پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' (اَلْجامِعُ الصَّغِیر ص ٥١٧ حدیث ٨٤٩١) میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 23 صَفْحہ 711 تا 712 پر فرماتے ہیں: جُھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ (گناہ) ہے اگر قَصداً ہے تو شریعت پر افتِراء (یعنی جھوٹ باندھنا) ہے اور شریعت پر افتراء اللہ عَزَّوَجَلَّ پر افتِراء ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ٢٣ ص ٧١١) ہمارے اسلاف تو مطلقاً مسئلہ بتانے ہی سے خوف کھاتے تھے چُنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بیٹے حضرتِ سیِّدُنا سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ایک شخص نے مسئلہ (مَس۔ءَ۔لہ) پوچھا جواب دیا: ''اس بارے میں مجھے کوئی روایت نہیں پہنچی۔'' ایک شخص نے عرض کی: میرے لئے تو آپ کی رائے بھی بہت ہے فرمایا: ''اپنی رائے بتادوں اور تم چلے جاؤ پھر شاید وہ رائے بدل جائے، تو میں تمہیں کہاں ڈھونڈتا پھروں گا۔'' (جامع بیان العلم وفضله، ص ٢٨٧)

امام مالِك نے 48 سُوالات میں سے صِرف 16 کے جوابات دیئے!

﴿73﴾ جب تک 100 فیصدی اطمینان نہ ہوجائے اُس وقت تک فتویٰ مت دیجئے، اٹکل پَچُّو سے ہرگز مسئلہ نہ بتایئے بے شک کہہ دیجئے بلکہ لکھ کر دے دیجئے:

"مجھے مسئلہ معلوم نہیں ہے۔" یقین مانئے اِس سے آپ کی شان میں کمی نہیں ترقّی ہو گی۔ مسئلے کا جواب دینے میں بڑے بڑے عُلَماء سے بارہا سُکوت (خاموشی) ثابت ہے۔ **حکایت:** حضرتِ سیِّدُنا امام شافِعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں حضرت امامِ مالِک علیہ رحمۃ اللہ الخالق کے پاس حاضِر تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے 48 مسائل پوچھے گئے (صرف 16 کے جوابات ارشاد فرمائے اور) 32 کے بارے میں فرما دیا: لَا اَعۡلَمُ یعنی میں نہیں جانتا۔ (احیاء علوم الدین، ج ۱، ص ۴۷) حضرتِ سیِّدُنا ابن وہب نے "کتاب المجالس" میں لکھا ہے: میں نے حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا: عالم کو چاہئے کہ بے علمی کی حالت میں اعترافِ جہل کی عادت ڈالے۔ (یعنی کہہ دے میں نہیں جانتا) ایسا کرنے سے (نقصان کچھ بھی نہیں بلکہ) بھلائی حاصل ہونے کی اُمّید ہے۔ اسی کتاب میں حضرتِ سیِّدُنا ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: اگر ہم حضرتِ سیِّدُنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے ادا ہونے والے یہ لفظ "لَا اَدۡرِی" (یعنی مجھے معلوم نہیں) لکھنا شروع کر دیں تو صَفحے کے صَفحے بھر جائیں گے۔ یہی حضرتِ سیِّدُنا ابنِ وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: رسولُ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم، امامُ المسلمین وسیِّدُ العالمین تھے، مگر ایسا بھی ہوتا تھا کہ سُوال کیا جاتا تو جب تک وحی نہ آجاتی، جواب نہیں دیتے تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا امام

مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا یہ قول بیان فرمایا: ''عالم جب لاَ اَدرِی (یعنی میں نہیں جانتا) کہنا بھول جاتا ہے، تو ٹھوکریں کھانے لگتا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کہتے ہیں: میں حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی صحبت میں چونتیس مہینے رہا اور برابر دیکھتا رہا کہ اکثر مسئلوں پر لاَ اَدرِی (یعنی میں نہیں جانتا) کہہ دیا کرتے اور میری طرف مُڑ کر فرماتے: تم جانتے بھی ہو یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ کہ ہماری پیٹھ کو جہنّم تک اپنے لئے پُل بنالیں! حضرتِ سیِّدُنا ابوالدَّرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے: لاعلمی کی صورت میں آدمی کا لاَ اَدرِی (یعنی میں نہیں جانتا) کہنا آدھا علم ہے۔(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۳۱۵، ۳۱۶) حجۃ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں: جو شخص اپنے علم سے غیرِ خدا کی رِضا چاہتا ہے اس کا نفس اُسے اِس بات کا اقرار نہیں کرنے دیتا کہ کہے: لاَ اَدرِی یعنی'' میں نہیں جانتا۔'' (احیاء علوم الدین، ج ۱، ص ۴۷) صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے بَٹ کھانے کے بارے میں سُوال کیا گیا تو تحریراً ارشاد فرمایا: ''بٹ کی نسبت اس وقت فقیر کو کوئی روایت دستیاب نہ ہوئی۔'' (فتاوی امجدیہ، ج ۳، ص ۲۹۹) لہٰذا یقینی جواب معلوم نہ ہونے کی صورت میں آئیں بائیں شائیں اور ''چونکہ چُنانچہ'' کرنے کے بجائے صاف صاف

اعتراف کر لیجئے کہ ''میں نہیں جانتا'' اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الرَّحْمٰن عَزَّوَجَلَّ اس طرح آپ کی شان مزید بڑھے گی۔

رضاؔ جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

''میں نہیں جانتا''

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو طالب مکّی علیہ رحمۃ اللہ القوی قُوتُ القلوب جلد 1 صفحہ 274 پر لکھتے ہیں: ''بعض فقہاء ایسے تھے کہ جن کی طرف سے ''میں نہیں جانتا'' کا قول ''میں جانتا ہوں'' سے زیادہ ہوا کرتا تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری، مالک بن انس، احمد بن حنبل، فضیل بن عیاض اور بشر بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی طریقہ کار تھا۔ یہ حضرات اپنی مجالس میں بعض باتوں کا جواب دیتے اور بعض مسائل پر خاموش رہتے۔'' (قوت القلوب ج۱ ص۲۷۴ مرکزاھلسنّت گجرات ھند)

میں شرم کیوں محسوس کروں؟

ایک مرتبہ کسی نے حضرتِ سیِّدُنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الھادی سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا، ''مجھے نہیں معلوم۔'' لوگوں نے متعجب ہو کر عرض کی: ''حضور! آپ کو عراق کا اتنا بڑا عالم ہونے کے باوجود یہ بات کہتے ہوئے شرم محسوس نہ ہوئی؟'' فرمایا: ''فرشتوں کا درجہ وعلم ہم سے بہت زیادہ ہے، لیکن اس کے باوجود

انہیں اپنے رب (عزوجل) کے سامنے یہ کہتے ہوئے حیا محسوس نہ ہوئی کہ "لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (ترجمۂ کنزالایمان: ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ (پ ۱، البقرۃ ۳۲)) تو جب انہیں حیا محسوس نہ ہوئی، تو میں کیوں شرم محسوس کروں؟" (تنبیہ المغترین ص ١٤٤)

ہرگز علم نہ چھپاتے

امیرِ المومنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پوتے، حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ مِنیٰ پہنچے، تو ہر طرف سے لوگوں نے مسئلے پوچھنے شروع کر دیئے۔ آپ ہر سوال کے جواب میں یہی فرما دیتے کہ "میں نہیں جانتا۔" جب لوگوں نے اس جواب پر تعجب کا اظہار کیا تو فرمایا: "بخدا! تمہارے ان سوالوں کا جواب ہمیں نہیں آتا، اگر آتا ہوتا، تو ہرگز نہ چھپاتے، کیونکہ علم چھپانا جائز نہیں۔" (جامع بیان العلم و فضلہ ص ٣١٤)

فتویٰ نویسی میں سَلاست پیدا کیجئے

﴿74﴾ مفتی کو اِنشاء پردازی کا فن بھی آتا ہو تو سونے پر سُہاگا کہ اپنی تحریر کا حُسن بھی قائم رکھ سکے، الفاظ کی ترکیب بھی دُرُست ہو۔ لفظوں کے مذکَّر اور مؤنَّث ہونے کا فرق بھی رکھ پائے ورنہ شاید ایک ہی تحریری فتوے میں کئی جگہ یہ نقائص رہ جائیں گے! ایک ہی فرد کے بارے میں کہیں واحِد کا تو کہیں جمع کا صِیغہ نہ ہو یعنی کسی ایک فرد

کے بارے میں جب ایک جگہ ''آپ'' یا ''تم'' لکھا تو اس مضمون میں اب ہر جگہ آپ یا تم سے ہی خطاب کیا جائے، (افسوس کہ یہ عیب اردو کی بہت سی کتب میں بکثرت دیکھا جاتا ہے کہ جس کو ابھی ''تم'' سے مخاطب کیا تو ایک آدھ سطر کے بعد اُسی فرد کو ''تُو'' لکھ دیا!) غیر ضَروری الفاظ کی بھرمار نہ ہو کم سے کم الفاظ میں جامع و مانع انداز میں لکھئے کہ ''رَدُّ الْمُحتار'' میں ہے: خَیْرُ الْکَلَامِ ماقَلَّ وَدَلَّ یعنی اچھا کلام وہ جو قلیل و پُر دلیل ہو۔

(رد المحتار علی در مختار، ج١١، ص٥٢٤)

﴿75﴾ فتویٰ نویسی میں جہاں تک ہو سکے فیضانِ سنّت اور مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ رسائل[1] کے اُسلوبِ تحریر سے کچھ نہ کچھ مدد لے لیجئے۔ اپنے کتب و رسائل کے مِعیاری مضمون نگاری سے عاری ہونے کا مُعترِف ہوں تاہم اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تَلَفُّظ کی دُرُستی اور الفاظ کی شُستگی میں تھوڑی بہت مدد مل ہی جائے گی۔

﴿76﴾ الفاظ جس قَدَر بدل بدل کر لکھیں گے عبارت میں اُسی قَدَر حُسن پیدا ہو گا۔ کوشش کیجئے کہ جس فِقرے بلکہ پَیرے میں ایک بار جو لفظ آچکا ہو بلا ضَرورت دوبارہ نہ آئے۔ ہاں بعض اوقات ایک لفظ کی تکرار عبارت یا اشعار میں حُسن بھی پیدا کرتی ہے لیکن ہر چیز اپنے موقع محل کے اعتبار سے حکم رکھتی ہے نُمونۃً میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کا ایک شعر ملاحظہ ہو اِس کے دوسرے مصرعے میں لفظ

مدینہ

[1] یعنی امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل۔

''گُل'' کی چار بار تکرار ہے جو کہ عیب نہیں تحسینِ کلام کی مزید افزونی کا باعث ہے۔

جنت ہے ان کے جلوہ سے جو یائے رنگ و بُو
اے گُل ہمارے گُل سے ہے گُل کو سوالِ گُل

﴿77﴾ اِختِتامیہ(۔) سُوالیہ نشان (؟) ہلالَین ( ) اور قومہ (،) وغیرہ کا مناسِب جگہوں پرضَرور استعمال کیجئے۔

عُمدہ الفاظ بولنے کی نیّت

﴿78﴾ عبارت کو مُقَفّٰی و مُسَجَّع بنانے کی سعی فرمایئے مگر نیّت یہ ہو کہ لوگوں کو اسلامی تحریریں پڑھنے کا شوق بڑھے ، اور ان کی اصلاح کا سامان ہو۔حظِ نفس وریاکاری کیلئے اپنی علمی دھاک بٹھانے کی نیّت سے بولنے لکھنے میں سخت ہلاکت ہے۔ ہرطرح کی دینی یا دنیوی بات میں عَرَبی، انگلش الفاظ اور خوبصورت فقرے اور مُحاورے لکھنے بولنے کو اگر کسی کا اس لئے جی چاہے کہ لوگوں پر اپنی زبان دانی کی چھاپ پڑے اور شرعی مصلحت کچھ نہ ہو تو اسے اپنی ہلاکت کے استِقبال کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ گفتگو میں ریاکاری کرنے والوں کو ڈر جانا چاہئے کہ مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، محبوبِ رحمٰن صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے بات کہنے کے مختلف انداز اس لئے سیکھے کہ اس کے ذَرِیعے لوگوں کے دلوں کو قید کرے (یعنی لوگوں کو اپنا گرویدہ و معتقد بنائے) اللہ تبارک وتعالیٰ بروزِ قیامت نہ اس کے فرض قبول

فرمائے نہ نقل۔" (سنن ابی داوٗد الحدیث ٥٠٠٦ ج٤ ص٣٩١) مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاق، خاتِمُ الْمُحَدِّثِین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُالحقّ مُحَدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللّٰہِ القوی اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: صَرْفُ الْکَلَام (یعنی باتوں میں ہیر پھیر) سے مُراد یہ ہے کہ تحسینِ کلام (یعنی کلام میں حُسن پیدا کرنے) کیلئے جھوٹ، کِذب بیانی بطور ریا کاری کی جائے اور اِلتباس وَابہام (یعنی یکسانیت کا شبہ) پیدا کرنے کے لیے اس میں ردّوبدل کرلیا جائے۔ (اشعة اللّمعات فارسی، ج٤ ص٦٦)

﴿79﴾ لکھتے رہنا چاہیے تاکہ مشق ہو۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رفتہ رفتہ عبارت بھی دُرُست ہوگی اور خط بھی اچّھا ہوجائے گا۔ "کشف الخفا" میں ہے: مقولہ ہے: مَنْ جَدَّ وَجَدَ یعنی "جس نے کوشش کی اُس نے پالیا۔"

(کشف الخفاء، ج٢، ص٢١٧ الحدیث ٢٤٤٩)

﴿80﴾ جو لفظ صحیح ادا نہ ہو پاتا ہو اُس کو مع اِعراب کم از کم 25 بار لکھ لیا کریں۔ اور اتنی ہی بار زَبان سے بھی دوہرالیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دُرُست ادائیگی میں مدد ملے گی۔ مقولہ ہے: اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَّالتَّکْرَارُ اَلْفٌ یعنی سبق ایک حَرف ہی سہی اس کی تکرار ہزار بار ہونی چاہیے۔ (تعلیم المتعلم، ص٧٤)

مخصوص اَحکام کا ہر سال نئے سِرے سے مُطالَعہ کیجئے

﴿81﴾ میرے مَدَنی عالمو! ہر سال قربانی کے دنوں میں قربانی کے اور ماہِ رَمَضانُ الْمبارَک کے قریب روزہ، تراویح، صَدَقۂ فِطر اور زکوٰۃ وغیرہ کے احکام

ازسرِ نو پڑھ لیا کریں تاکہ پوچھنے والے مسلمانوں کی رہنمائی سہل اور آپ کیلئے جنّت کا داخِلہ آسان ہو۔ مصطفٰے جانِ رحمت ، شمعِ بزمِ ہدایت ، نوشۂ بزمِ جنّت ، مَنبعِ جُودوسخاوت ، سراپا فضل ورحمت صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: ''جوکوئی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض سے متعلّق ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمات سیکھے اور اسے اچھی طرح یاد کرلے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ جنّت میں ضَرور داخل ہوگا۔'' (اس حدیثِ پاک کے راوی) حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم سے یہ بات سننے کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔'' (الترغیب والترھیب، رقم ۲۰، ج۱، ص ٥٤) اِس حدیثِ مبارکہ میں مُبلِّغین ومبلِّغات کیلئے کافی ترغیب موجود ہے کہ وہ بھی بیان کی خوب خوب تیاری فرمائیں ، فرائض کو یاد کرنے کی عادت بنائیں ، مسلمانوں کو سکھائیں اور خود کو جنّت کا حقدار بنائیں۔

مُفتی کا سُکوت مسئلے کی تصدیق نہیں

﴿82﴾ کسی اجتماع یا مجلس میں ایک عالم ومفتی کا کسی مسئلے کو سن کر سکوت کرنا اسکی طرف سے مُہرِ تصدیق نہیں ہے۔ عالم جب تک کسی مسئلے کے بارے میں زبان یا قلم سے تصدیق یا کسی طرح کے اشارے کنائے سے توثیق نہ کرے اس مسئلے کو اس کی طرف سے مُصَدَّقہ نہ مانا جائے۔

﴿83﴾ آپ جس قدر منجھے ہوئے مُفتی بن کر نکلیں گے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسی

قدَر دعوتِ اسلامی والوں اور عام مسلمانوں کو آپ کے ذَرِیعے فیض زیادہ ملیگا۔ لہٰذا خوب دل لگا کر تحصیلِ علم میں مشغول رہئے۔

﴿84﴾ بعض اوقات لکھنے یا بولنے میں الفاظ مُطلَق ہوتے ہیں لیکن مُستَثنیات بھی ہوتے ہیں۔ لھذا کوئی بھی مسئلہ پڑھنے کے باوجود آگے بیان کرنے سے پہلے غور وفکر بھی کر لینا چاہیے اور موقع محل کو بھی سامنے رکھنا چاہیے، مثلاً بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 23 پر ہے کہ "باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے تھے تو جب تک مالک کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا۔" مگر اس حکم میں اِضطراری حالت کا استثناء ہے جیسا کہ بہارِ شریعت ہی میں ہے "اضطرار کی حالت میں یعنی جب جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مُردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مؤاخذہ نہ ہوگا بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مؤاخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔"

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۶ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

عالم کو علمِ تصوُّف سے مَحروم نہیں رہنا چاہئے

﴿85﴾ جو شخص خواہ بہُت بڑا علاّمہ فہّامہ بن گیا مگر تصوُّف کے بارے میں اُس نے کافی معلومات حاصِل نہ کیں یا کسی صوفی باصفا کی صُحبت نہ پائی تب بھی بے شک وہ عالم ہی ہے مگر ایک طرح سے اس میں بہُت بڑی کمی رہے گی۔

﴿86﴾ اِحیاءُ العلوم، مِنہاج العابدین، لُباب الاِحیاء، قُوتُ القُلوب، کشف

المَحجوب، تَنبیهُ الْمُغتَرِّین اور رِسالہ قُشَیریہ وغیرہ کُتُبِ تصوُّف کا مطالَعہ کرتے رہیں گے تو خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خوب اضافہ ہوگا، گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کیئے جانے کا جذبہ ملیگا، باطِن میں چمک دمک آئے گی اور خوب ہرے بھرے رہیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام کیجئے

﴿87﴾ میں (سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ) دعوتِ اسلامی کے عام مُبلِّغین اور اپنے مَدَنی علما کے مابَین ہردم مَحبَّت ومَوَدَّت کی فضا دیکھنا چاہتا ہوں۔ لٰہذا اے میرے مَدَنی عالمو! آپ سب رَل مِل کر دعوتِ اسلامی کا خوب خوب مدنی کام کرتے رہئے۔ ہر ماہ تین دن کے لئے مَدَنی قافلوں میں سفر بھی فرمایئے، مَدَنی انعامات پر عمل کرتے ہوئے روزانہ فکرِ مدینہ کر کے مَدَنی انعامات کا رسالہ بھی پُر کیجئے اور ہر مَدَنی ماہ کی ۱۰ تاریخ کے اندر اندر اپنے ''ذِمے دار'' کو جمع بھی کروایا کیجئے۔ ہر وقت ''مَدَنی حُلیے'' (مثلاً داڑھی اور گیسو کے ساتھ ساتھ سنّتوں بھرے سفید لباس، کُھلے رنگ کے سبز سبز عمامے، سرپر سفید چادر وغیرہ) میں رہا کیجئے۔ اِس طرح دعوتِ اسلامی کے ذِمّے داران وعام اسلامی بھائی آپ سے مانوس رہیں گے اور آپ ان سے اچھی طرح دین کا کام لے سکیں گے۔

مَدَنی عطیّات کے لئے بھاگ دوڑ

﴿88﴾ مَدَنی عَطِیّات اور قربانی کی کھالوں کے تعلُّق سے یوں بھی ہمارے طلبہ اور

مَدَنی عُلَماء کو خوب بھاگ دوڑ کرنی چاہیے کہ دعوتِ اسلامی کے لئے ملنے والے مَدَنی عطیات کی بیشتر رقم مدارِس وجامِعات ہی پر صَرف ہوتی ہے۔ برائے کرم! اس قدر جان توڑ کر کوشش فرمائیے کہ عام اسلامی بھائی اور ذمّے داران مَدَنی عطیات کے مُعامَلے میں بھی آپ حضرات کے دستِ نگر ہو کر رہ جائیں۔

﴿89﴾ مُہلِکات (مُہلِک کی جمع مُہلِکات یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں مَثَلاً جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ) کا جاننا بھی فرائضِ عُلوم میں سے ہے، جو نہیں جانتا وہ عالِم کیسے ہوسکتا ہے! اِس ضِمن میں ''احیاءُ العلوم'' کی تیسری جلد کا مُطالَعہ نہایت اہم ہے۔

کیا درسِ نظامی کی سند عالم ہونے کیلئے کافی ہے؟

﴿90﴾ جُوں توں کر کے درسِ نظامی کی سند حاصل کر لینے والا خوش فہمی میں ہرگز نہ رہے، مزید علم حاصل کرتا رہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اوّل تو درسِ نظامی جو ہندوستان کے مَدارِس میں عُموماً جاری ہے اس کی تکمیل کرنیوالے بھی بُہت قلیل اَفراد ہوتے ہیں عُموماً کچھ معمولی طور (سے) پڑھ کر سند حاصل کر لیتے ہیں اور اگر پورا درسِ (نظامی) بھی پڑھا تو اس پڑھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اب اتنی اِستِعداد (یعنی صلاحیت) ہوگئی کہ کتابیں دیکھ کر محنت کر کے علم حاصل کرسکتا ہے ورنہ درسِ نظامی میں دینیات کی جتنی تعلیم ہے ظاہر ہے کہ اُس کے ذَرِیعے سے کتنے مسائل پر عُبُور ہو سکتا ہے! مگر ان میں اکثر کو اتنا بیباک پایا گیا ہے کہ اگر کسی نے اُن سے مسئلہ

دریافت کیا تو یہ کہنا ہی نہیں جانتے کہ ''مجھے معلوم نہیں'' یا کتاب دیکھ کر بتاؤں گا کہ اس میں وہ اپنی توہین جانتے ہیں، اٹکل پچّو جی میں جو آیا کہہ دیا۔ صَحابۂ کِبار وائمۂ اَعلام کی زندگی کی طرف اگر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ باوُجُود زبردست پایۂ اِجتہاد رکھنے کے بھی وہ کبھی ایسی جُراٴت نہیں کرتے تھے، جو بات معلوم نہ ہوتی اُس کی نسبت صاف فرمادیا کرتے کہ مجھے معلوم نہیں۔ ان ''نوآموز مولویوں'' کو ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ تکمیلِ درسِ نظامی کے بعد فقہ واُصول وکلام وحدیث و تفسیر کا بکثرت مُطالعہ کریں اور دین کے مسائل میں جسارت نہ کریں جو کچھ دین کی باتیں اِن پر مُنکَشِف وواضح ہوجائیں اُن کو بیان کریں۔ جہاں اشکال پیدا ہو اُس میں کامل غوروفکر کریں خود واضح نہ ہو تو دوسروں کی طرف رُجوع کریں کہ علم کی بات پوچھنے میں کبھی عار (شرم) نہ کرنا چاہئے۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۱۵ ص ۱۴ مکتبہ رضویہ، باب المدینہ کراچی)

طالبِ علم کے چُھٹّی نہ کرنے کا فائدہ

﴿91﴾ طالبِ علم اگر بالکل بھی چُھٹّی نہ کرے اور اس طرح درسِ نِظامی کرنے جس طرح کرنے کا حق ہے اور نجی طور پر بھی مُطالعہ جاری رکھے اور یہ سب محض اپنی لیاقت کا لوہا منوانے، اعلیٰ سَنَد پانے اور ذِہین وفَطِین کہلانے کیلئے نہ ہو بلکہ رِضائے خدائے قادِر عَزَّوَجَلَّ کی خاطر ہو تو اِن شاءَ اللّٰہُ الْاٰخِر عَزَّوَجَلَّ کثیر ووافر فرائض علوم سیکھنے

میں کامیاب ہو جائے گا۔ دینی تعلیم سے جی چُرانا اچھا نہیں ہے، مصطفٰے جانِ رحمت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْعِبَادَۃِ یعنی علم عبادت سے افضل ہے۔ (کنز العمال، ج ١٠، ص ٥٨، الحدیث ٢٨٦٥٣)

چُھٹی نہیں کی

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا، سراج الامہ، کاشف الغمہ حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے شاگردِ رشید حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم کا مَدَنی مُنّا انتقال کر گیا تو یہ خیال کر کے کہ اگر میں مَدَنی مُنّے کی تجہیز و تکفین کے لئے رُکا تو میرا سبق چھوٹ جائے گا آپ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے ایک دوسرے شخص کو بچے کے کفن دفن کا انتظام سونپ دیا اور خود امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی درسگاہ پہنچ گئے اور چھٹی نہیں کی۔

(المستطرف، ج ١، ص ٤٠)

ہزار رَکعت نَفل پڑھنے سے افضل

﴿92﴾ طالبُ العلم کو چاہئے کہ دن رات علمِ دین حاصل کرنے کی دُھن میں مگن رہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو ذَر داء اور ابو ہُریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: "(دینی) علم کا ایک باب جسے آدمی سیکھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ہزار رَکعت نَفل پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور جب کسی طالبُ العلم کو (دینی) علم حاصل کرتے ہوئے موت آجائے تو وہ شہید ہے۔" (الترغیب والترہیب حدیث ١٦ ج ١ ص ٥٤)

قِیامت کی ایک علامت، ''دینی علم، دین کے لئے حاصل نہ کیا جائے گا''

﴿93﴾ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کیلئے علمِ دین حاصل کیجئے۔ ''ترمذی شریف'' کی حدیثِ پاک میں قِیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی گئی ہے:
وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّين یعنی ''اورغیرِ دین کیلئے علم حاصل کیا جائے۔''

(ترمذی شریف، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة.. الخ، ج٤، ص ٩٠، الحدیث ٢٢١٨)

اِس کی شَرح کرتے ہوئے مُفَسّرِ شَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان مِراٰۃ شرح مشکوٰۃ جلد 7 صَفحہ 263 پر فرماتے ہیں: یعنی مسلمان دینی علم نہ پڑھیں (بلکہ) دنیاوی عُلوم پڑھیں یا دینی طَلَبہ (اگرچہ) دینی علم پڑھیں مگر تبلیغِ دین کے لیے نہیں بلکہ (مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ) دُنیا کمانے کے لئے، جیسے آج مولوی عالم مولوی فاضل کے کورس میں، فِقْہ، تفسیر و حدیث کی ایک آدھ کتاب داخِل ہے تو امتحان دینے والے یہ کتابیں پڑھ تو لیتے ہیں مگر صِرف امتحان میں پاس ہوکر نوکری حاصِل کرنے کے لئے (اور) بعض طلبہ (تو) صِرف وَعظ گوئی کے لیے دینی کتابیں پڑھتے ہیں۔

مِرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

عِلم کی باتیں غور سے سننا ضَروری ہے

﴿94﴾ علمِ دین کی باتیں غور سے سُنی چاہئیں کہ بے تَوَجُّہی کے ساتھ سننے سے غَلَط فہمی کا

سخت اندیشہ رہتا اور بسا اوقات ہاں کا "نا" اور نا کا "ہاں" سمجھ میں آتا ہے، بلکہ مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کہا گیا تھا حلال اور ذِہن میں بیٹھ جاتا ہے حرام!

﴿95﴾ جو کچھ پڑھایا جائے اُس کو رَٹتے رہیئے، مُحاورہ ہے: "مَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ یعنی جس بات کی تکرار کی جاتی ہے وہ دل میں قرار پکڑ لیتی ہے۔"

(عمدۃ القاری، کتاب المساقاۃ، باب بیع الحطب والکلاء، ج۹، ص۹۰)

﴿96﴾ جب بھی دینی علم کی یا حکمت بھری کوئی بات سنیں اُسے لکھنے کی عادت بنایئے، حضرتِ سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابَۃِ یعنی علم کو لکھ کر قید کرلیا کرو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج۱، ص۲۴۶، الحدیث ۷۰۰) حضرت سیِّدُنا عصام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مفید باتیں لکھنے کیلئے ایک دینار میں قلم خرید فرمایا تھا۔ (تعلیم المتعلم، ص۱۰۸)

﴿97﴾ علمِ دین کی بات لکھ لینے سے جلدی یاد بھی ہو جاتی اور اس کی بقاء کی صورت بھی پیدا ہوتی ہے۔ تابعی بُزُرگ حضرت سیِّدُنا ابو قِلابہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مقولہ ہے: بھول جانے سے لکھ لینا کہیں بہتر ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۱۰۳) علمِ نحو کے مشہور امام حضرت خلیل بن احمد تابعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا قول ہے: جو کچھ میں نے سنا ہے، لکھ لیا ہے اور جو کچھ لکھا ہے، یاد کرلیا ہے اور جو کچھ یاد کیا ہے، اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ (ایضاً، ص ۱۰۵)

اُونگھتے ہوئے مُطالَعَہ مت کیجئے

﴿98﴾ اسلامی کُتُب کا خوب مُطالَعہ کرتے رہنا چاہئے ،اس طرح ذِہن کُھلتا ہے۔مگراُونگھتے اُونگھتے پڑھناغَلَط فَہمیوں میں ڈال سکتا ہے۔اُونگھتے ہوئے نَماز بھی نہ پڑھے، پہلے کسی طرح نیندزائل کرے نیز اس حالت میں دُعا بھی نہیں مانگنی چاہئے کہیں ایسانہ ہوکہ کہنے جائے کچھ اور منہ سے نکلے کچھ۔فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد 6 صَفْحَہ 318 پر ہے: صحیح حدیث میں ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم فرماتے ہیں: جب تم میں کسی کونَماز میں اُونگھ آئے توسوجائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے کہ اُونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لئے دعائے مغفِرت کرنے چلے اور بجائے دعا، بددُعا نکلے۔(مُوَطّاالامام مالک ،ماجاء فی صلوٰۃ اللّیل،ج۱، ص ۱۲۳، فتاوٰی رضویہ ج ۶ ص ۳۱۸) ایسے حالات ہی پیدانہ ہونے دیجئے کہ اُونگھ چڑھے،نَمازِ باجماعت کیلئے پہلے ہی سے اپنے آپ کومُستَعِد (یعنی تیار) کرلیجئے۔اگر رات جاگنے یا کم سونے سے نَماز میں اُونگھ چڑھتی ہے تو رات مت جاگئے اور نیند پوری کیجئے۔نَماز تو نَماز مَعاذَاللہ عَزّوَجَلَّ جماعت بھی نہیں چُھوٹنی چاہئے۔

حدیثِ پاک: "اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْعِبَادَۃِ" کے اٹھارہ حُرُوف کی نسبت سے دینی مُطالَعَہ کرنے کے 18 مَدَنی پھول

(۱) اللہ عَزّوَجَلَّ کی رضااورحُصولِ ثواب کی نیّت سے مُطالَعہ کیجئے۔

(۲) مُطالَعہ شروع کرنے سے قبل حمد و صلوٰۃ پڑھنے کی عادت بنائیے، فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نیک کام سے قبل اللّٰہ تعالٰی کی حمد اور مجھ پر دُرُود نہ پڑھا گیا اس میں بَرَکت نہیں ہوتی۔ (کنزالعمال ج ۱، ص ۲۷۹، حدیث ۲۵۰۷) ورنہ کم از کم بسم اللّٰہ شریف تو پڑھ ہی لیجئے کہ ہر صاحِبِ شان کام کرنے سے پہلے بسم اللّٰہ پڑھنی چاہیے[1]۔ (ایضًا، ص ۲۷۷ حدیث ۲٤۸۷)

(۳) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32 صَفْحات پر مشتمل رسالے، ''جنات کا بادشاہ'' کے صَفْحہ 23 پر ہے: قبلہ رُو بیٹھئے کہ اِس کی بَرَکتیں بے شُمار ہیں چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا امام بُرہانُ الدّین ابراہیم زَرنوجی علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ القوی فرماتے ہیں: دو طَلَبہ عِلمِ دین حاصِل کرنے کیلئے پردیس گئے، دو سال تک دونوں ہم سبق رہے، جب وطن لَوٹے تو ان میں ایک فَقِیہ (یعنی زبردست عالم) بن چکے تھے جبکہ دوسرا علم و کمال سے خالی ہی رہا تھا۔ اُس شہر کے عُلَمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السلام نے اِس اَمر پر خوب غور و خوض کیا، دونوں کے حُصولِ علم کے طریقۂ کار، اندازِ تکرار اور بیٹھنے کے اَطوار وغیرہ کے بارے میں تحقیق کی تو ایک بات جو کہ نُمایاں طور پر سامنے آئی وہ یہ تھی کہ جو فَقِیہ بن کے پلٹے تھے اُن کا معمول یہ تھا کہ وہ سبق یاد کرتے وَقت قبلہ رُو بیٹھا کرتے تھے جبکہ دوسرا جو کہ کورے کا کورا پلٹا تھا وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنے

مدینہ

[1]: اِس رسالے کے شروع میں دی ہوئی حمد و صلوٰۃ پڑھ لی جائے تو اِن شآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائیگا۔

کا عادی تھا، چُنانچہ تمام عُلَماء وفُقَہاءِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام اِس بات پر مُتَّفِق ہوئے کہ یہ خوش نصیب اِستِقبالِ قِبلہ (یعنی قبلہ کی طرف رُخ کرنے) کے اِہتمام کی بَرَکت سے فَقِیہ بنے ہیں کیوں کہ بیٹھتے وقت کَعبۃُ اللّٰہ شریف کی سَمت مُنہ رکھنا سنّت ہے۔(تعلیم المتعلّم طریق العلم ص ٦٧)

(٤) صُبح کے وقت مُطالَعہ کرنا بَہُت مُفید ہے کیونکہ عُموماً اِس وَقت نیند کا غَلَبہ نہیں ہوتا اور ذِہن زیادہ کام کرتا ہے۔

(٥) شور وغُل سے دُور پُرسکون جگہ پر بیٹھ کر مطالعہ کیجئے۔

(٦) اگر جلد بازی یا ٹینشن (یعنی پریشانی) کی حالت میں پڑھیں گے مثلاً کوئی آپ کو پُکار رہا ہے اور آپ پڑھے جا رہے ہیں، یا اِستنجاء کی حاجت ہے اور آپ مسلسل مُطالَعہ کئے جا رہے ہیں، ایسے وقت میں آپ کا ذہن کام نہیں کرے گا اور غلط فہمی کا اِمکان بڑھ جائے گا۔

(٧) کسی بھی ایسے انداز پر جس سے آنکھوں پر زور پڑے مَثَلاً بَہُت مدھم یا زیادہ تیز روشنی میں یا چلتے چلتے یا چلتی گاڑی میں یا لیٹے لیٹے یا کتاب پر جھک کر مُطالَعہ کرنا آنکھوں کے لیے مُضِر (یعنی نقصان دہ) ہے۔ بلکہ کتاب پر خوب جھک کر مُطالعہ کرنے یا لکھنے سے آنکھوں کے نقصان کے ساتھ ساتھ کمر اور پھیپھڑے کی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔

(٨) کوشش کیجئے کہ روشنی اُوپر کی جانب سے آرہی ہو، پچھلی طرف سے آنے میں بھی حرج نہیں جبکہ تحریر پر سایہ نہ پڑتا ہو مگر سامنے سے آنا آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

(۹) مُطالَعہ کرتے وقت ذِہن حاضِر اور طبیعت تَرو تازہ ہونی چاہیے۔

(۱۰) وقتِ مُطالَعہ ضَرورتاً قلم ہاتھ میں رکھنا چاہیے کہ جہاں آپ کو کوئی بات پسند آئے یا کوئی ایسا جملہ یا مسئلہ جس کی آپ کو بعد میں ضَرورت پڑ سکتی ہو، ذاتی کتاب ہونے کی صورت میں اسے انڈر لائن کر سکیں۔

(۱۱) کتاب کے شُروع میں عُموماً دو ایک خالی کاغذ ہوتے ہیں، اس پر یادداشت لکھتے رہیے یعنی اشارۃً چند الفاظ لکھ کر اس کے سامنے صَفْحَہ نمبر لکھ لیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ اکثر کتابوں کے شروع میں یادداشت کے صفحات لگائے جاتے ہیں۔

(۱۲) مشکل الفاظ پر بھی نشانات لگا لیجئے اور کسی جاننے والے سے دریافت کر لیجئے۔

(۱۳) صرف آنکھوں سے نہیں زبان سے بھی پڑھیے کہ اس طرح یاد رکھنا زیادہ آسان ہے۔

(۱۴) وقفے وقفے سے آنکھوں اور گردن کی ورزش کر لیجئے کیونکہ کافی دیر تک مسلسل ایک ہی جگہ دیکھتے رہنے سے آنکھیں تھک جاتیں اور بعض اوقات گردن بھی دُکھ جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھوں کو دائیں بائیں، اوپر نیچے گھمایئے۔ اسی طرح گردن کو بھی آہستہ آہستہ حرکت دیجئے۔

(۱۵) اسی طرح کچھ دیر مُطالَعہ کر کے دُرود شریف پڑھنا شروع کر دیجئے اور جب آنکھوں وغیرہ کو کچھ آرام مل جائے تو پھر مُطالَعہ شروع کر دیجئے۔

(۱۶) ایک بار کے مُطالَعے سے سارا مضمون یاد رہ جانا بَہُت دُشوار ہے کہ فی زمانہ ہاضِمے بھی کمزور اور حافِظے بھی کمزور! لہٰذا دینی کتب و رسائل کا بار بار مُطالَعہ کیجئے۔

(۱۷) مقولہ ہے: اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَ التَّکْرَارُ اَلْفٌ یعنی سبق ایک حرف ہو اور تکرار (یعنی دُہرائی) ایک ہزار بار ہونی چاہئے۔

(۱۸) جو بھلائی کی باتیں پڑھی ہیں ثواب کی نیّت سے دوسروں کو بتاتے رہئے، اس طرح اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو یاد ہو جائیں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿99﴾ اگر کوئی بات خوب غور و خوض کے بعد بھی سمجھ میں نہ آئے تو کسی اہلِ علم سے بے جھجک پوچھ لیجئے کہ علم کی بات پوچھنے میں شرم اور جھجک مفتی بننے کے راستے میں بہت بڑی دیوار ہے۔

مَدَنی مذاکرے کی فضیلت

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: ''علم خزانہ ہے اور سُوال کرنا اس کی چابی ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے سُوال کیا کرو کیونکہ اس (یعنی سوال کرنے کی صورت) میں چار افراد کو ثواب دیا جاتا ہے۔ سُوال کرنے والے کو، جواب دینے والے کو، سُننے والے کو اور ان سے مَحَبَّت کرنے والے کو۔'' (الفردوس بماثور الخطاب، الحدیث ۴۰۱۱ ج۲، ص۸۰) (ا:

ساری رات عبادت سے افضل ہے

﴿100﴾ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 304 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' حصہ 16 صَفْحہ 272 پر ہے: گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، ج ۹، ص ٦٧٢)

جو زیادہ بولے گا زیادہ غَلَطیاں کرے گا

﴿101﴾ بولنے میں حُروف نہیں چَبنے چاہئیں، صاف صاف بولنے کی مشق کیجئے، مگر جب بھی بولئے اچّھا بولئے، فالتو بک بک کرتے رہنا اور زور زور سے قہقہے بلند کرنا آخِرت میں بھلائی نہیں دِلاسکتا نیز لوگوں پر بھی اس کا غَلَط تَاثُّر قائم ہوتا ہے۔ بے شک خاموشی عالم کا وقار اور جاہل کا پردہ ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا قول ہے: شیطان پر عاقل (عقلمند) عالم سے زیادہ سخت کوئی نہیں، اِس لئے کہ عالم بولتا ہے تو عِلم کے ساتھ بولتا ہے، چُپ ہوتا ہے تو عَقل کے ساتھ چُپ ہوتا ہے، آخِر شیطان جُھنجلا کر کہہ اٹھتا ہے: ''دیکھو تو! مجھ پر اس کی گفتگو اس کی خاموشی سے بھی زیادہ شاق (یعنی دشوار) ہوتی ہے!'' (جامع بیان العلم وفضلہ: ص ۱۷۱) تابعی بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا ابن ابی حبیب علیہ رحمۃ اللہ المجیب فرماتے ہیں: عالم کے لئے یہ فتنہ ہے کہ سننے سے زیادہ اسے بولنے کی عادت ہو، حالانکہ سننے میں سلامتی ہے اور علم کی

اَفزونی (یعنی زیادتی) ۔ سننے والا، فائدے میں بولنے والے کا شریک ہوتا ہے۔ (سننا اچھا ہے کیوں کہ) بولنے میں (عُموماً) کمزوری، بناوٹ اور کمی بیشی ہوتی ہے۔ (ایضاً، ص ۱۹۱) حدیثِ پاک میں ہے: مَنْ کَثُرَ کَلَامُہٗ کَثُرَ سَقَطُہٗ یعنی" جو زیادہ بولے گا وہ زیادہ غلطیاں کریگا۔" (المعجم الاوسط، باب المیم من اسمہ محمد، ج ۵، ص ۴۸، الحدیث ۶۵۴۱) سنجیدگی کی سعی فرمائیے، مذاق مسخری سے مُجتَنِب (یعنی دور) رہئے کہ مَنْ کَثُرَ مِزَاحُہٗ زَالَتْ ھَیْبَتُہٗ یعنی" جو زیادہ ہنسی مذاق کریگا اُس کی ہیبت جاتی رہے گی۔"

مفتیِ دعوتِ اسلامی نے خواب میں بتایا کہ.....

مفتیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مفتی محمد فاروق عطاری المدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے وِصال کے تین برس سات ماہ اور دس دن کے بعد شدید برسات کے سبب جب قبر کھلی تو عینی شاہدین کے بیان کے مطابق خوشبوئیں، سبز روشنی کے علاوہ جسمِ مبارک کو تر و تازہ دیکھا گیا۔ اس واقِعہ کی خوب دھوم پڑی اور **مَدَنی چینل** پر بھی اس کے مناظر دکھائے گئے جس کی تفصیلات **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 505 صفحات کی کتاب **"غیبت کی تباہ کاریاں"** صفحہ 465 تا 468 پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد کسی مَحرمہ نے **مفتیِ دعوتِ اسلامی** قدس سرہ السامی کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا: آپ کو یہ رُتبہ کیسے ملا؟ مرحوم خاموش رہے، بالآخر اصرار کرنے پر فرمایا (زبان پر) **قفلِ مدینہ** لگانے کی وجہ

ہے۔ مرحوم واقعی نہایت سنجیدہ اور کم گو تھے، ہم سبھی کے لئے اس واقعہ میں ''خاموشی'' کی ترغیب ہے۔

اللہ مجھے کر دے عطا قُفلِ مدینہ
آنکھوں کا زباں کا لوں لگا قُفلِ مدینہ

کامل حج کا ثواب

﴾102﴿ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں گے، خوب انفِرادی کوشش کریں گے، مَدَنی اِنعامات اور مَدَنی قافِلوں کے مسافِر بنیں گے، باعمل مبلّغ بن جائیں گے، مساجد وغیرہ میں فیضانِ سنّت کا درس دیں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دل خوب کُھل جائے گا اور دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیت سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ سنّتیں سیکھنے سکھانے کی فضیلت بھی خوب ہے چُنانچِہ رحمتِ دوجہان صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ عالی شان ہے: ''جو صبح کو مسجد کی طرف بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے ارادے سے چلے گا اسے کامل حج کرنے والے کا ثواب ملے گا۔'' (طبرانی کبیر، رقم ۷٤۷۳، ج ۸، ص ۹٤)

برکتیں تمہارے بُزرگوں کے ساتھ ہیں

﴾103﴿ اعلٰی حضرت امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرّحمٰن جو کہ ولیُّ اللّٰہ، سچّے عاشقِ رسول اور ہمارے مُسلّمہ بُزُرگ ہیں، ان کی عقیدت کو دل کی گہرائی کے اندر سنبھال کر رکھنا بے حد ضَروری ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ

وسلّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُم یعنی برکت تمہارے بُزُرگوں کے ساتھ ہے۔" (المستدرك للحاكم، كتاب الايمان، ج ۱، ص ۲۳۸، الحديث ۲۱۸)

اعلیٰ حضرت سے اِختلاف کا سوچنے بھی مت

﴾104﴿ آپ میں سے اگر کسی کا میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت سے اِختِلاف کا معمولی سا بھی ذِہن بننا شروع ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ آپکی بربادی کے دن شُروع ہو گئے! لہٰذا فوراً چوکنّے ہو جایئے اور اختِلاف کے خیال کو حرفِ غَلَط کی طرح دِماغ سے مٹا دیجئے۔

عقل کے گھوڑے مت دوڑائیے

﴾105﴿ فتاوٰی رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کا بیان کردہ کوئی مسئلہ بالفرض آپ کا ذِہن قبول نہ کرے تب بھی اس کے بارے میں عَقل کے گھوڑے مت دوڑایئے بلکہ نہ سمجھ پانے کو اپنی عقل ہی کی کوتاہی تصوُّر کیجئے۔ دیکھئے! میں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت سے اختِلاف کرنے سے آپ کو روکا ہے، رہا تغیرِ زمان وغیرہ اسبابِ سِتّہ کی روشنی میں بعض اَحکام میں رعایت یا تبدیلی کا مسئلہ تو اسے اِختِلاف کرنا نہیں کہتے، اِس ضِمن میں جو فیصلہ اَکابِر علمائے اہلسنّت کریں اُس پر عمل کیجئے۔

اسبابِ سِتّہ

﴾106﴿ اَسبابِ سِتّہ یہ ہیں: (۱) ضرورت (۲) حرج (۳) عُرف (٤) تعامُل

(۵) حُصولِ مَصلَحتِ دِینیہ (۶) دفعِ مُفسِدات (فتاوٰی رضویہ جلد اوّل مُخرجہ ص ۱۱۰)

ذہین طالبِ علم کو تکبُّر کازیادہ خطرہ ہے

﴿107﴾ ذہین طالبِ علم کے لئے تکبُّر کی آفت میں ابتِلاء کا خطرہ زیادہ ہے لہٰذا ایسے کیلئے بَہُت چوکنّا رہنے کی ضَرورت ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا کعب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے حدیثیں تلاش کرنے والے ایک شخص سے فرمایا: ''اللہ تعالٰی سے ڈر اور مجلس میں نیچے رہنے پر ہی راضی رہ اور کسی کو اذیّت نہ دے کیونکہ اگر تیرا علم زمین و آسمان کے مابَین ہر چیز کو بھر دے مگر اس کے ساتھ عُجب یعنی تکبُّر بھی شامل رہا تو اللہ تعالٰی اس کی وجہ سے تیری پستی اور نقصان کو ہی زیادہ کرے گا۔''

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۲۰۰)

جس کی تعظیم کی گئی وہ امتحان میں پڑا!

﴿108﴾ عالِمِ دین کی دست و پابوسی وغیرہ اگرچہ تعظیم کرنے والے کے لئے باعثِ سعادت اور مُوجِبِ ثوابِ آخِرت ہے مگر جس کی تعظیم کی گئی وہ سخت امتحان میں ہوتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبدوس علیہ رحمۃ اللّٰہ القدوس فرماتے ہیں: ''جب کسی عالِم کی تعظیم ہو اور وہ بلند مرتبہ پانے لگے تو خود پسندی (یعنی اپنے آپ کو کچھ سمجھنے والی مذموم صفت) تیزی سے اس کی طرف آتی ہے البتّہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی توفیق سے محفوظ رکھے اور حُبِّ جاہ اُس کے دل سے نکال دے۔''

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۲۰۰)

جب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کے کسی نے قدم چومے۔۔۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت کی عاجزی کا واقِعہ ملاحظہ ہو چُنانچہ حضور (اعلیٰ حضرت) ایک صاحِب کی طرف مُتَوَجِّہ ہو کر حکمِ مسئلہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک اور صاحِب نے یہ موقع قدم بوسی سے فیضیاب ہونے کا اچّھا سمجھا، قدم بوس ہوئے (یعنی قدم چوم لئے)، فوراً (اعلیٰ حضرت کے) چہرۂ مبارَک کا رنگ مُتَغَیِّر (یعنی تبدیل) ہو گیا اور ارشاد فرمایا: اِس طرح میرے قلب کو سخت اذِیَّت ہوتی ہے، یوں تو ہر وقت (میری) قدم بوسی (میرے لئے) ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورَتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے (۱) ایک تو اُس وقت کہ میں وظیفے میں ہوں (۲) دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدم بوس ہو کہ اُس وقت میں بول سکتا نہیں۔ (پھر فرمایا کہ) میں ڈرتا ہوں، خدا عَزَّوَجَلَّ وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدم بوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدم بوسی نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے۔ (پھر فرمایا) **تعظیم اِسی میں ہے کہ جس بات کو مَنع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے اگرچہ دل نہ مانے۔** (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۴۷۳)

؎ واہ! کیا بات اعلیٰ حضرت کی

عَزَّوَجَلَّ اور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم لکھا کیجئے

﴿109﴾ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مبارَک نام کے ساتھ ہر بار "تعالیٰ"، یا "جَلَّ جَلالُہٗ" یا "عَزَّوَجَلَّ" وغیرہ لکھ بول کر ثواب لوٹیے۔ حُضُورِ تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ

وسلّم کے نامِ نامی کے ساتھ ہر بار دُرود پاک پڑھنا واجِب ہے یا نہیں اِس میں علماء کا اختلاف ہے، سارے مضمون میں اگرچہ ایک بار پڑھنا یا لکھنا بھی ادائے واجِب کیلئے بعض علماء کے نزدیک کافی ہے مگر نامِ نامی زَبان سے لینے یا مضمون میں لکھنے میں ہر بار دُرُود شریف نہ پڑھنے یا نہ لکھنے میں ثوابِ عظیم سے ضَرور محرومی ہے۔ اس کی مزید معلومات کیلئے فتاوٰی رضویہ مخرجہ جلد 7 صفحہ نمبر 390 اور جلد 6 پر صفحہ نمبر 221 تا 223 ملاحظہ فرمایئے۔

﴿110﴾ ایسی بات مت کیجئے کہ چہ مگوئیاں ہوں اور لوگوں کو خوامخواہ کوئی موضوعِ بحث ہاتھ آئے۔ "حدیثِ پاک میں ہے: اِیَّاكَ وَمَايَسُوْءُ الْاُذُنَ" یعنی بچ اُس بات سے جو کان کو بری لگے۔ (کشف الخفاء، ج ۱، ص ۲۴۷، الحدیث ۸۶۶ فتاوٰی رضویہ ج ۲۰ ص ۲۸۹)

بچہ بھی اِصلاح کی بات کہے تو قبول کر لیجئے

﴿111﴾ ہٹ دھرمی کا عادی کہ اِس خصلتِ بد کے سبب لوگ جس سے اصلاح کی بات کرنے سے کترائیں اُس کیلئے ہلاکت کا شدید اندیشہ ہے۔ خدارا! اپنے آپ کو صرف زبانی کلامی نہیں، قلبی طور پر عاجزی کا خُوگر بنایئے اور خود کو اس بات کیلئے ہمیشہ تیار رکھئے کہ اگر بچہ بھی اصلاح کی بات کرے گا تو قبول کروں گا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَشعَث رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے: میں نے حضرتِ سیِّدُنا فُضیل بن عیاض

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے **عاجزی** کے معنٰی پوچھے تو فرمایا: عاجزی یہ ہے کہ تم حق کے لئے جھکے رہو، جاہل سے بھی حق سنو، فوراً قبول کرلو۔ (جامع بیان العلم و فضلہ، ص ۲۰۱) نفس کو اِصلاح کی بات عُموماً ناگوار گزرتی ہے مگر اپنے کسی قول یا فعل سے اِس ناگواری کا اِظہار مت ہونے دیجئے۔ (یاد رہے! غیر عالم کو عالمِ دین پر اعتِراض کرنے کی شرعاً اجازت نہیں)

علمِ نیّت عظیم عِلْم ہے

﴿112﴾ علم نیت بظاہر بہت آسان لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں، اِسے سیکھنے کیلئے بہُت کوشش کرنی ہوگی۔ میرے آقا اعلٰی حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: "علمِ نیت ایک عظیم واسع علم ہے جسے عُلَمائے ماہرین ہی جانتے ہیں۔"

(فتاوٰی رضویہ مُخرجّہ ج۸ ص۹۸)

﴿113﴾ خود بھی گناہوں سے بچئے اور دیگر مسلمانوں کو بھی گناہوں سے بچانے کے لئے کوشاں رہئے۔

﴿114﴾ ہم سبق طلبہ بلکہ ہر مسلمان کی تذلیل و تحقیر، آبروریزی اور غیبت وغیرہ سے ہمیشہ بچتے رہئے۔ اپنے آپ کو محض دکھاوے کی خاطر زبانی کلامی ہی نہیں دلی طور پر سب سے بُرا اور گنہگار تصوُّر کیجئے۔

اپنے پیچھے لوگوں کو چلانے کی مَذَمّت

﴿115﴾ حُسنِ اَخلاق کے ذَرِیعے عام مسلمانوں کو اپنے قریب کیجئے مگر اپنی شخصیت

کاسکّہ جمانے اور صرف اپنے گردمُتأثِّرین کاجمگھٹا لگانے کے بجائے دعوتِ اسلامی کی مَحبّت پلائیے اورانہیں مَدَنی قافِلوں کا مسافر بنائیے،اس سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دین کا بہُت فائدہ ہوگا۔لوگ جس کے پیچھے ہاتھ باندھ کر چلیں، عقیدت سے ہجوم کریں اس کا حُبِّ جاہ، ''میں میں'' اور ''اپنے آپ کو کچھ سمجھنے'' والی مذموم صفات سے بچنا بے حد دشوار ہے۔

﴿116﴾ ہر دُنیوی نعمت کے ساتھ زَحمت ضَرور ہوتی ہے اور نعمت جتنی بڑی اُتنی ہی زَحمت بھی بڑی۔

﴿117﴾ جوقناعت کرے گااِن شآءَ اللّٰہُ الغفار عَزَّوَجَلَّ خوشگوار زندگی گزارے گا۔ دل میں دنیا کی حِرص جتنی زیادہ ہوگی اُتنی ہی زندگی میں بدمزگی بڑھے گی۔اَلْحِرصُ مِفْتَاحُ الذُّلِّ یعنی حِرص، ذلّت کی کنجی ہے۔

﴿118﴾ قناعت انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان صِفت ہے۔کاش! اس کا کوئی آدھا ذرّہ ہی ہمیں نصیب ہو جاتا! اور یوں ہم دنیا و آخرت کی راحت کا سامان پالیتے۔اَلْقَنَاعَۃُ مِفْتَاحُ الرَّاحَۃِ یعنی قناعت، راحت کی کنجی ہے۔

﴿119﴾ قناعت یہ ہے کہ جوتھوڑا سا مل جائے اُسی کو کافی سمجھے، اُسی پر صَبر کرے۔اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ یعنی صبر، کُشادگی کی کنجی ہے۔

(تفسیر رازی، سورۃ ابراھیم، تحت آیت ۱۱، ج۷، ص ۷۵)

﴿120﴾ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی سب سے بدترین آفت ہے۔

فردِ مخصوص اور ادارے کے بارے میں احتیاط

﴿121﴾ کسی شخصِ مُعَیَّن یا اِدارے کے بارے میں منفی نوعیت کا سُوال آئے تو مسئولہ (یعنی جس کے بارے میں سوال کیا گیا) کے بارے میں نام لیکر جواب لکھ کر دے دینا سخت فِتنے کا باعِث ہوسکتا ہے اور یوں بھی یکطرفہ سُن کر حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی بلکہ فریقَین کی سُن کر بھی ایسے موقع پر لکھ کر جوابات دینے سے مسائل کا سامنا ہوسکتا ہے اور ویسے بھی فتویٰ لکھ کر دینا مفتی پر واجب نہیں۔

اشارے سے بھی مخالَفت میں احتیاط

﴿122﴾ جب تک شرعاً واجِب نہ ہو جائے کسی سُنّی کے خلاف کِنایۃً (یعنی اشارے میں بھی) کچھ لکھ کر مت دیجئے بلکہ اشاروں میں بولئے بھی نہیں، آپ عالم ہیں، اپنے عظیم منصب کے پیشِ نظر آپ کو خوامخواہ مُتنازِعہ شخصیت نہیں بننا چاہئے کہ کِنایہ (اشارہ) بھی عام طور پر لوگ سمجھ ہی جاتے ہیں بلکہ مقولہ ہے: اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرِیح یعنی کِنایہ صریح (واضح) سے بھی بڑھ کر بلیغ (یعنی کامل) ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، ج ٤ ص ٦٨٧)

ہر مخالَفت کا جواب مَدَنی کام!

﴿123﴾ بِالفرض کوئی مسلمان آپ کی بے سبب بھی مخالفت کرے تو بھی آپ بِلا ضرورتِ شرعی جوابی کاروائی سے باز رہئے، آپ جواب دیں اور عین ممکن ہے کہ

اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ فِیْمَا مُنِعَ " یعنی انسان اس بات کا حریص ہوتا ہے جس سے اسے روکا جائے" (تفسیر رازی، سورۃ النور، تحت آیت ۲، ج۸، ص ۳۰۴) کے مِصداق مخالِف "جوابُ الجواب" کی ترکیب کرے اور یوں آپ مزید مُشتَعِل ہوکر کرنے کے کاموں سے محروم ہوکر نہ کرنے کے کاموں میں جا پڑیں اور نفس و شیطان کی چال میں پھنس کر غیبتوں، چُغلیوں، بدگمانیوں، عیب دریوں اور دل آزاریوں جیسے کبیرہ گناہوں کے دَلدل میں دھنستے چلے جائیں۔ برائے کرم! ہر مخالَفت کا جواب فَقَط مَدَنی کام سے دیجئے۔ مخالَفت کی جتنی زیادہ شدّت ہو مَدَنی کام میں اُتنی ہی زیادت ہو۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مخالِف جلد ہی تھک ہار کر چُپ ہو جائے گا۔

عُلَماء کی خدمات میں بستہ مَدَنی اِلتِجا

﴿124﴾ جب تک شرعاً واجِب نہ ہو جائے اُس وقت تک عُلَماء و مشائخِ اہلسنّت کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے، ماہناموں، اشتہاروں اور اخباروں وغیرہ میں ایک دوسرے کے خلاف نہ لکھا جائے ورنہ عُیوب سے پردے اُٹھیں گے، پوشیدہ راز کُھلیں گے، اپنے ہی ہاتھوں اپنوں کی آبروئیں پامال ہوں گی اور لوگ ہنسیں گے، "دشمن" آپ کی تحریریں محفوظ کریں گے، آپ ہی کی طرف سے آپ پر وار کرنے کیلئے گویا ہتھیار "دشمن" کے ہاتھ آئیں گے۔ یاد رکھئے! اَلْخَطُّ بَاقٍ وَّ الْعُمُرُ فَانٍ یعنی "تحریر (تادیر) باقی رہے گی اور عمر (جلد) فنا ہو جائے گی۔" آپ کے اِنتِقال

کے بعد بلکہ ہوسکتا ہے آپ کے جیتے جی ہی ''دشمن'' آپ کی تحریروں کے ذَرِیعے آپ کے پیارے پیارے مَسلک یعنی مَسلکِ اعلیٰ حضرت کونقصان پہنچائے۔ کسی سُنّی عالم سے آپ کو اگر بلا وجہ بھی کوئی تکلیف پہنچ جائے تب بھی دل بڑا رکھئے، صبر و تحمّل سے کام لیجئے، اِس حدیثِ پاک: مَنْ سَتَرَ مُسلِماً سَتَرَہُ اللّٰہ یعنی ''جو مسلمان کی عیب پوشی کریگا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب چھپائے گا'' (سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب الستر علی المومن، ج۳ ص۲۱۸) پر عمل کرتے ہوئے، فِتنہ دبانے اور گناہوں کا سدِّ باب فرمانے کی اچھی اچھی نیّتیں کر کے اس پر مضبوط رہتے ہوئے اَوروں پر اظہار کئے بِغیر ضَرورتاً براہِ راست اُسی سے اِفہام و تفہیم کی ترکیب بنائیے مسئلہ حل نہ ہو اور شریعت اجازت دیتی ہو تو خاموشی اختیار فرمائیے۔ ہرگز اجلاسوں اور جلسوں وغیرہ میں اُس کی غلطی کو بیان کرنے کی ''غلطی'' مت کیجئے کہ اس طرح بسا اوقات ضد پیدا ہو جاتی اور مسئلہ سُلجھنے کے بجائے مزید اُلجھ کر رہ جاتا ہے، اپنی ہی وَحدت پارہ پارہ ہوتی، آپس میں گروپ بن جاتے اور نتیجۃً غیبتوں، چغلیوں، بدگمانیوں، تہمتوں، دل آزاریوں، عیب دریوں وغیرہ وغیرہ گناہوں کے دروازے کُھل جاتے ہیں، عوام النّاس مُتَنَفِّر ہوتے اور پھر دین کے کاموں کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ جس کے دل میں کماحَقُّہٗ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ ہوگا اِن شَآءَ اللّٰہُ الْقَدیر عَزَّوَجَلَّ وہ سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ کا مافِی الضَّمیر سمجھ چکا ہوگا۔ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ "رَأسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ" یعنی "خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ حکمت کا سر ہے۔"

(شعب الایمان، ج ۱، ص ٤٧، الحدیث ٧٤٣)

سگِ مدینہ پر بے جا اعتراضات اور حکمتِ عملی کی برکات

﴿125﴾ دعوتِ اسلامی کا جب سے پودا نکلا ہے تب سے سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کو "غیروں" کے علاوہ "اپنوں" کی طرف سے بھی تقریرات، تحریرات واشتہارات کے ذریعے واردکردہ اعتراضات کا سامنا ہے مگر سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ سے آپ نے کسی سُنّی کے خلاف کبھی مائک پر کچھ سنا ہوگا نہ اس ضمن میں کوئی رسالہ یا اشتہار یا ہینڈ بل ہی پڑھا ہوگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کی یہی کوشش رہی ہے کہ جوابی کاروائی نہ تحریری کرنی ہے نہ تقریری کہ اپنوں سے صُلح ہو بھی گئی تب بھی "غیروں" کے ہاتھ آئی ہوئی اصل آواز کی کیسٹ یا "دستاویز" مسلکِ اہلسنّت کے خلاف استعمال ہوتی رہے گی۔ البتّہ کبھی کبھی عِندَ الضَّرورت مُثبت انداز میں وضاحت کی سعادت ضرور حاصل کی ہے۔ ہاں مُراسلت کے ذریعے وضاحتوں وغیرہ سے کتراتا رہا ہوں کہ یہ بھی طبع ہو سکتے، بات کا بتنگڑ بن سکتا اور "دشمن" کو مواد ہاتھ آ سکتا ہے، لکھنے میں بھی کچھ نہ کچھ کمی رہ سکتی ہے یہاں حالت یہ ہے کہ "دوست" ہی چشم پوشی کا حوصلہ نہیں رکھتے اور "دشمن" سے کسی قسم کی بھلائی کی توقُّع رکھنا تو ویسے ہی حماقت ہے! جب کبھی کسی شرعی مسئلے میں تسامُح کی نشاندہی کی گئی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ

سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ نے اِزالے کی بھرپور کوشش کی ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بات کے گواہ بہُت ملیں گے مگر محض نفسانیّت کی وجہ سے کبھی بے جا ضِد کی ہو اِس کا گواہ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ جب کسی تنظیمی مُعاملے یا طریقۂ کار پر کوئی معقول اعتراض ہو مگر اپنی تائید میں بھی جیّد عُلَما پائے تو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اُمّت کی بھلائی پر مشتمل دین کے مَدَنی کاموں میں آسانی والے حکم پر عمل کی سعی رہی ہے۔ اس کو بے جا ضد کہنا انصاف نہیں اِسے حکمتِ عملی کا نام دینا چاہئے۔ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا یعنی "لوگوں کو آسانیاں دو دشواریوں میں مت ڈالو۔" (صحیح بخاری، کتاب العلم، ج ١ ص ٤٢، الحدیث ٦٩) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کے مُثبت انداز کے نتیجے میں بے شمار وہ عُلَماء ومشائخِ اہلسنّت جو کل تک عدمِ اطمینان کا شکار تھے، آج بڑھ چڑھ کر دعوتِ اسلامی کے حامی کار ہیں، جنہوں نے اپنی مساجد میں سنّتوں بھرے بیانات کرنے سے سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کو روکا، نکالا، آج چشم براہ ہیں۔ بہر حال رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی منزِل پانے کیلئے فیضانِ غوث ورضا کے ذَرِیعے دامنِ مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تھامے، سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کے سفر کا سلسلہ جاری رہا، پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتوں، میٹھے مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عنایتوں، عُلَماء ومشائخِ اہلسنّت کی حمایتوں اور عام سنّیوں کی بھرپور اِعانتوں سے "دعوتِ اسلامی" کا ننّھا سا

پودا دیکھتے ہی دیکھتے تناوَر درخت بن گیا اور تادمِ تحریر دنیا کے تقریباً 72 ممالِک میں اِس کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ اگر سگِ مدینہ عُفِیَ عَنہ بے جا تحریری و تقریری جنگ میں ''اپنوں'' ہی پر اپنا وَقت صَرف کر دیتا تو کیا اس طرح کر کے ان کے دلوں میں جگہ بنا پاتا! کیا پھر بھی وُہی مذکورہ مُثبت (مُث۔بَت) نتائج نکلتے! حاشا ثُمَّ حاشا۔

ع این خیال است ومُحال است وجُنوں

یارَبِّ محمد عَزَّوَجَلَّ! ہمیں مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استِقامت بخش، ہماری صَفوں کو اِفتِراق وانتِشار سے بچا، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اتّحاد کی دولت سے مالامال رکھ، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے عُلَماء ومشائخ کا سایۂ عاطِفت ہمارے سروں پر دراز فرما، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! جو سُنّی جہاں، جس انداز میں شریعت کے دائرے میں رہ کر تیرے دین کی خدمت کر رہا ہے اُس کو کامیابی عنایت فرما، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! جو کام اپنی رِضا کا ہو اُس پر ہمیں استِقامت عنایت فرما، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں مسلمانوں کی پردہ پوشی کا ذِہن دیدے، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری ذات سے کبھی بھی اسلام کو نقصان نہ ہو، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بے جا سختی کرنے سے بچا کر نرمی کی نعمت سے مالامال فرما، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری بے حساب مغفرت فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

وہ بعض جوابات جو امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے جامعۃ المدینہ کے "تَخَصُّص فِی الْفِقْه (مفتی کورس)" کے طَلَبہ کے اصرار پر لکھوائے [1]

{1} بوقتِ قربانی جانور کا عیب دار ہوجانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین کَثَّرَهُمُ اللهُ الْمُبِین اِس مسئلے میں کہ قربانی کے دنوں میں قربانی کے جانور میں ذَبح کی کاروائی کے دوران ایسا عیب پیدا ہوگیا جو کہ مانعِ قربانی (یعنی قربانی میں رُکاوٹ) ہے تو کیا کرے، کیا دوسرا جانور لانا ہوگا؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مَسئُولَہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں اگر جانور کو فوراً ذَبح کر دیا گیا تو قربانی ہوگئی جیسا کہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت حصہ 15 صفحہ 141 میں دُرِّمختار کے حوالے سے رَقم (یعنی تحریر) فرماتے ہیں: "قربانی کرتے وقت جانور اُچھلا کودا جسکی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مُضِر (یعنی نقصان دہ) نہیں یعنی قربانی ہوجائے گی اور اگر اُچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہوگیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ کر لایا گیا اور ذَبح کردیا گیا جب بھی قربانی ہوجائے گی۔"

(بہارِ شریعت حصہ ۱۵ ص ۱۴۱ مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی)

[1]: اِن میں ضرورتاً ترمیم واضافہ اور روایات کی تخریج کی گئی ہے...(علمیہ)

حضرتِ علامہ علاؤُ الدِّین حَصکفِی علیہ رحمۃ اللہ القوی دُرِّمختار میں فرماتے ہیں: ''وَلَا یَضُرُّ تَعَیُّبُھَا مِنْ اِضْطِرَابِھَا عِنْدَ الذَّبْحِ یعنی قربانی کرتے وقت جانور اُچھلا کودا اور عیب پیدا ہوگیا تو مُضِر نہیں۔'' اِسی کی شرح میں حضرتِ علّامہ ابنِ عابِدین شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ''وَکَذَا لَوْ تَعَیَّبَتْ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ اَوِانْفَلَتَتْ ثُمَّ اُخِذَتْ مِنْ فَوْرِھَا یعنی اسی طرح اگر اس حالت (وقت قربانی اچھلتے کودتے) عیب دار ہوا یا بھاگ گیا اور فوراً پکڑ کر لایا گیا اور ذبح کر دیا گیا قربانی ہو جائے گی۔''

(رد المحتار علی الدر المختار ج۹ ص۵۳۹ دار المعرفۃ بیروت)

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ سَلَّم

مَدَنی مشورہ: قربانی کے بارے میں مزید شرعی معلومات حاصل کرنے کیلئے بہارِ شریعت حصہ 15 سے ''قربانی کا بیان'' نیز دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32 صفحات پر مشتمل رسالے ''اَبلَق گھوڑے سوار'' کا مطالعہ فرمایئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) قبر کو برابر کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن اِس مسئلے میں ہماری مسجد میں جگہ کی کمی ہے مسجد سے مُتّصِل (یعنی ملی ہوئی) جگہ میں ایک پرانی قبر قیامِ

مسجد سے پہلے کی ہے، قبر کے سامنے ایک صحن ہے ضرورت کے وقت نمازی اس صحن میں بھی کھڑے ہو جاتے ہیں، مگر نمازیوں کو (قبر کی طرف منہ کرنے کے حوالے سے) پریشانی ہوتی ہے، کیا ہم اسکو پاٹ کر برابر کر دیں تاکہ نماز پڑھنے میں نمازیوں کو سہولت رہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قبر اُبھرے ہوئے مٹی کے تودے کا نام نہیں، میّت قبر کے جس حصے میں دفن ہے اصل میں قبر وُہی جگہ ہے لہٰذا پاٹ کر فرش بنا دینے سے قبر ختم نہ ہو جائے گی اور قبر پر چلنا، اُس پر کھڑے ہو کر بلکہ اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، رَدُّ الْمُحْتَار میں ہے "تُکْرَهُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَاِلَيْهِ لِوُرُوْدِ النَّهْيِ عَنْ ذَالِكَ یعنی قبر پر اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے کیونکہ رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے منع فرمایا ہے۔" (رد المحتار على الدر المختار، ج ٣، ص ١٨٣ دار المعرفه بیروت)، لہٰذا اُس قبر کے گرد ایک ایک ہاتھ چھوڑ کر چار دیواری بنا لیجئے اور اس پر چھت بنا لیجئے۔ اب اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہو جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس چار دیواری کے جانب قبلہ اور دائیں بائیں اُوپر کی طرف جالیاں بنا دیجئے تاکہ لوگ اُس چار دیواری ہی کو قبر نہ سمجھیں اور قبر کو بھی ہوا پہنچتی رہے، قبر کو ہوائیں لگنا

باعثِ نزولِ رحمت ہے۔(فتاوی رضویہ مخرجہ،ج۸،ص۱۱٤ ملخصًا)

مدنی مشورہ: قبر کے بارے میں مزید شرعی معلومات حاصل کرنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صفحہ 842 تا 852 کا مطالعہ کر لیجئے۔ بشمول اس کتاب کے مکتبۃ المدینہ کے دیگر رسائل، کتب، کیسٹیں اور V.C.Ds. دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر پڑھے اور حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ سَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمّد

(3) وضو میں مسواک کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین کَثَّرَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن اِس مسئلے میں کہ (۱) ''وُضو میں مِسواک کرنا سُنَّت ہے۔'' اِس سے کونسی سُنَّت مُراد ہے؟ سُنَّتِ مُؤَکَّدہ یا غیرِ مُؤَکَّدہ اور (۲) مِسواک کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے اور (۳) اِس کا طریقۂ اِستعمال بھی اِرشاد فرمادیجئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

(۱) وُضو میں مِسواک سُنَّتِ غیرِ مُؤَکَّدہ ہے البتہ تغیُّرِ رائِحہ (یعنی منہ میں بدبو) ہو

تو اُسکا اِزالہ ہونے تک سُنّت مُؤکّدہ ہے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۱، ص۶۲۳، ملخصًا)

(۲) مِسواک کی لمبائی ایک بالشت ہو جبکہ موٹائی چُھنگلیا (یعنی ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی) جتنی، (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۹۴) اُسکے ریشے ایک ہی طرف بنائے جائیں۔

(۳) مِسواک کو اِس طرح پکڑیئے کہ چُھنگلیا اُس کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا بھی نیچے کی جانب، مِسواک کا سِرا اور تین انگلیاں اُوپر کی جانب ہوں، پہلے مِسواک کے ریشے دھو لیجئے اور اُوپر کے دانتوں کی دائیں طرف مانجھئے، اِس کے بعد بائیں طرف پھر نیچے کے دانتوں کو دائیں طرف، آخر میں نیچے ہی کے دانتوں کو بائیں طرف مانجھئے، اِس طرح تین بار مِسواک کیجئے ہر بار مِسواک کو دھو لیجئے۔ اِستعمال کے بعد مِسواک اِس طرح رکھئے کہ اِس کا ریشے والا حصہ اُوپر کی طرف ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۹۴ ملخصا) مِسواک لِٹا کر رکھنے سے جُنون یعنی (پاگل پن) ہونے کا اندیشہ ہے۔"

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارت، مطلب فی دلالۃ المفھوم، ج۱، ص۲۵۱)

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مَدَنی مشورہ: مِسواک کے بارے میں مزید شرعی معلومات اور سائنسی حکمتیں جاننے کے لئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32 صَفحات پر مشتمل رِسالے "وضو اور سائنس" کا ضرور مطالعہ فرمالیجئے۔ بشمول اِس رسالے کے مکتبۃ المدینہ کے دیگر رسائل، کتب، کیسٹیں اور V.C.Ds. دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر پڑھے اور حاصل

کئے جاسکتے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمّد

(4) حاملہ گائے کی قربانی

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین کَثَّرَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین اِس مسئلے میں کہ زید نے قربانی کی نیّت سے گائے خریدی جب گھر لایا تو لوگوں نے کہا کہ اسکے پیٹ میں بچّہ ہے اسکی قربانی نہیں ہوگی، تو ارشاد فرمایا جائے کیا واقعی ایسا ہے کہ قربانی نہیں ہوگی، زید کو کیا کرنا چاہیے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں زید کی قربانی درست ہے، کیونکہ گائے یا بکری کے پیٹ میں بچہ ہونا قربانی کیلئے مُضِر (یعنی نقصان دہ) نہیں، بلکہ اگر زید فقیر ہے اور اس نے قربانی کی نیّت سے گائے خریدی تھی تب تو اسکے لئے اسی گائے کی قربانی کرنا واجب ہو گیا جیسا کہ تنویرالابصار مع درمختار میں ہے: "وَلَوْ ضَلَّتْ اَوْ سُرِقَتْ فَشَرٰی اُخْرٰی فَظَهَرَتْ فَعَلَی الْغَنِیِّ اِحْدَاهُمَا وَعَلَی الْفَقِیْرِ کِلَاهُمَا یعنی اگر (قربانی کا جانور) کھوگیا یا چوری ہوگیا اور اس نے دوسرا جانور خرید لیا پھر بعد میں وہ جانور مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں کسی ایک جانور کو ذبح کرے اور فقیر پر دونوں جانوروں

کی قربانی کرنا لازم ہے۔ (کیونکہ فقیر پر وہ جانور خریدنے کی وجہ سے اسی جانور کو ذبح کرنا واجب ہوگیا تھا) (رد المحتار علی الدر المختار ج ۹ ص ۵۳۹ دار المعرفہ بیروت)

اسی طرح صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ''فقیر نے قربانی کیلئے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے'' (بہار شریعت ج ۳ حصہ ۱۵ ص ۱۳۱ مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی)

ہاں! زید اگر غنی ہے اور اگر چاہے تو اُس کیلئے افضل یہ ہے کہ وہ بچے والی گائے کی قربانی نہ کرے بلکہ اسکے بجائے کسی اور جانور کی قربانی کرلے۔ چنانچہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی وِساطت سے بچے والی گائے یا بکری سے متعلق دو مَدَنی پھول پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) قربانی کیلئے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اسکے بچہ پیدا ہوا تو بچے کو بھی ذبح کرڈالے اور اگر بچے کو بیچ ڈالا تو اسکا ثمن (یعنی حاصل ہونے والی قیمت) صدقہ کردے اور اگر نہ ذبح کیا نہ بیع کیا (یعنی نہ بیچا) اور ایامِ نحر (یعنی قربانی کے دن) گزر گئے تو اس کو زندہ صدقہ کردے، اور اگر کچھ نہ کیا اور بچہ اسکے یہاں رہا اور قربانی کا زمانہ آگیا یہ چاہتا ہے کہ اِس سال کی قربانی میں اُسی کو ذبح کردے یہ نہیں کرسکتا اور اگر قربانی اُسی کی کردی تو دوسری قربانی پھر کرے کہ وہ قربانی نہیں ہوئی اور وہ بچہ ذبح کیا ہوا صدقہ کردے بلکہ ذبح سے جو کچھ اُسکی قیمت میں کمی ہوئی اُسے بھی صدقہ کرے۔

(۲) قربانی کی اور اُسکے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کردیں اور اسے صَرف

(یعنی استعمال) میں لاسکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دے مُردار ہے۔

(بہارِ شریعت ج ۳ حصہ ۱۵ ص ۱۴۶ مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی)

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمْ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ سَلَّم

مَدَنی پھول:

گائے یا بکری کے حامِلہ ہونے کی ایک پہچان یہ بتائی جاتی ہے کہ اسکی ران اور پیٹ سے ملی ہوئی جلد کے حصے کو ہاتھ لگانے سے وہ اپنی پچھلی ٹانگ اچھالتی ہے۔

مَدَنی مشورہ: قربانی اور ذبح کے مُتعلق ضروری احکام جاننے کیلئے بہارِ شریعت کے حصہ پندرہ میں حلال وحرام جانور اور اُضحِیہ (یعنی قربانی) کا بیان ملاحظہ فرمالیجئے نیز دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32 صَفحات پر مشتمل رسالے ''اَبلَق گھوڑے سوار'' کا مطالعہ فرمائیے۔

مَدَنی اِلتجاء: تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں آپ بھی اس مَدَنی ماحول سے ہردم وابستہ رہئے۔ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں از ابتداء تا انتہا پابندی کے ساتھ شرکت کی مَدَنی التجاء ہے۔ تمام اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ سنّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ ہر ماہ کم از کم 3 دن سنّتوں بھرا سفر کریں، صحیح اسلامی زندگی گزارنے میں مدد حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ ''مَدَنی انعامات'' ضرور حاصل

کیجئے۔ بشمول اِس رسالے کے دعوتِ اسلامی کے دیگر رسائل، کتب، کیسٹیں اور V.C.Ds, دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر پڑھے اور حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ برائے کرم! روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ (یعنی ہجری سن والے مہینے) کے اِبتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے ایمان کی حفاظت، گناہوں سے نفرت اور اِتّباعِ سنّت کا جذبہ بڑھے گا۔ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ مَدَنی ذِہن بنائے کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے'' اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کے لئے **مَدَنی اِنعامات** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لئے **مَدَنی قافِلوں** میں سنّتوں بھرا سفر کرنا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی محمّد

خبردار: غیبت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے

غیبت کے خلاف اعلانِ جنگ

''نہ غیبت کریں گے نہ غیبت سنیں گے''

اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ماخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ/سال اشاعت
1	قران پاک	کلام الٰہی عزوجل	ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور
2	ترجمۂ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن	رضا اکیڈمی بمبئی ہند
3	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۰ھ
4	تفسیر قرطبی	امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
5	تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
6	تفسیر خزائن العرفان	سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	رضا اکیڈمی بمبئی ہند
7	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
8	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۹ھ
9	سنن ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
10	سنن ابوداؤد	امام سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ
11	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
12	الموطا	امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
13	سنن دارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ
14	تاریخ بغداد	امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
15	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
16	مستدرک	امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
17	المسند	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
18	الفردوس بمأثور الخطاب	امام شیرویہ بن شہردار دیلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۶ھ
19	معجم کبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ
20	معجم اوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
21	جامع صغیر	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
22	کنزالعمال	علامہ علاؤالدین علی متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
23	الترغیب والترہیب	علامہ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۸ھ

24	مکارم الاخلاق للطبرانی	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
25	عمدۃ القاری	علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
26	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
27	اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	کوئٹہ ۱۹۱۳ء
28	مراٰۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور
29	کشف الخفاء	علامہ شیخ اسماعیل بن محمد الشافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
30	شرح سنن ابی داؤد	ابو محمد محمود بن احمد موسٰی بدر الدین العینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	مکتبۃ الرشد ریاض
31	المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح	علامہ محمد شرف الدین عبد المؤمن الدمیاطی علیہ الرحمۃ	دار خضر بیروت
32	درمختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
33	ردالمحتار	علامہ ابن عابدین محمد امین شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
34	فتاوٰی رضویہ	اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
35	الملفوظ	اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ ۱۴۳۰ھ
36	فتاوٰی امجدیہ	مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	مکتبہ رضویہ باب المدینہ ۱۴۱۹ھ
37	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ ۱۴۲۹ھ
38	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	مرکز اہلسنّت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
39	تنبیہ المغترین	علامہ عبد الوہاب بن احمد شعرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
40	احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰ء
41	مستطرف	علامہ شہاب الدین محمد بن ابو احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ
42	ادب المفتی	ابن صلاح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	مکتبۃ الشاملۃ
43	تعلیم المتعلم	امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	باب المدینہ کراچی
44	جامع بیان العلم	ابو عمر یوسف بن عبد اللہ القرطبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
45	بستان المحدثین	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	باب المدینہ کراچی
46	حبیب الفتاوٰی	مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی	شبیر برادرز لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ — **تذکرۂ امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ — (قسط 6)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی
مَدَنی اِحتیاطیں
عنقریب پیش کیا جائے گا

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-7311679
سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
حیدرآباد: فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
نواب شاہ: چکرا بازار نزد مسلم کمرشل بینک۔ فون: 4362145
سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 5619195
گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ۔ فون: 055-4225653

مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
(دعوتِ اسلامی) فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858
Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net

پندرھویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی
حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ
کی حیاتِ مبارکہ کے روشن اَوراق

تذکرۂ امیرِ اہلسنت (قسط5)

عِلم وحکمت کے 125 مَدَنی پھول

یہ کتاب آیات وروایات، بزرگوں کے ارشادات ودلچسپ حکایات، عربی محاورات سے بھرپور ہے، اس میں علماء وعوام سبھی کیلئے حکمتوں کا انمول خزانہ ہے۔

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
SC 1286